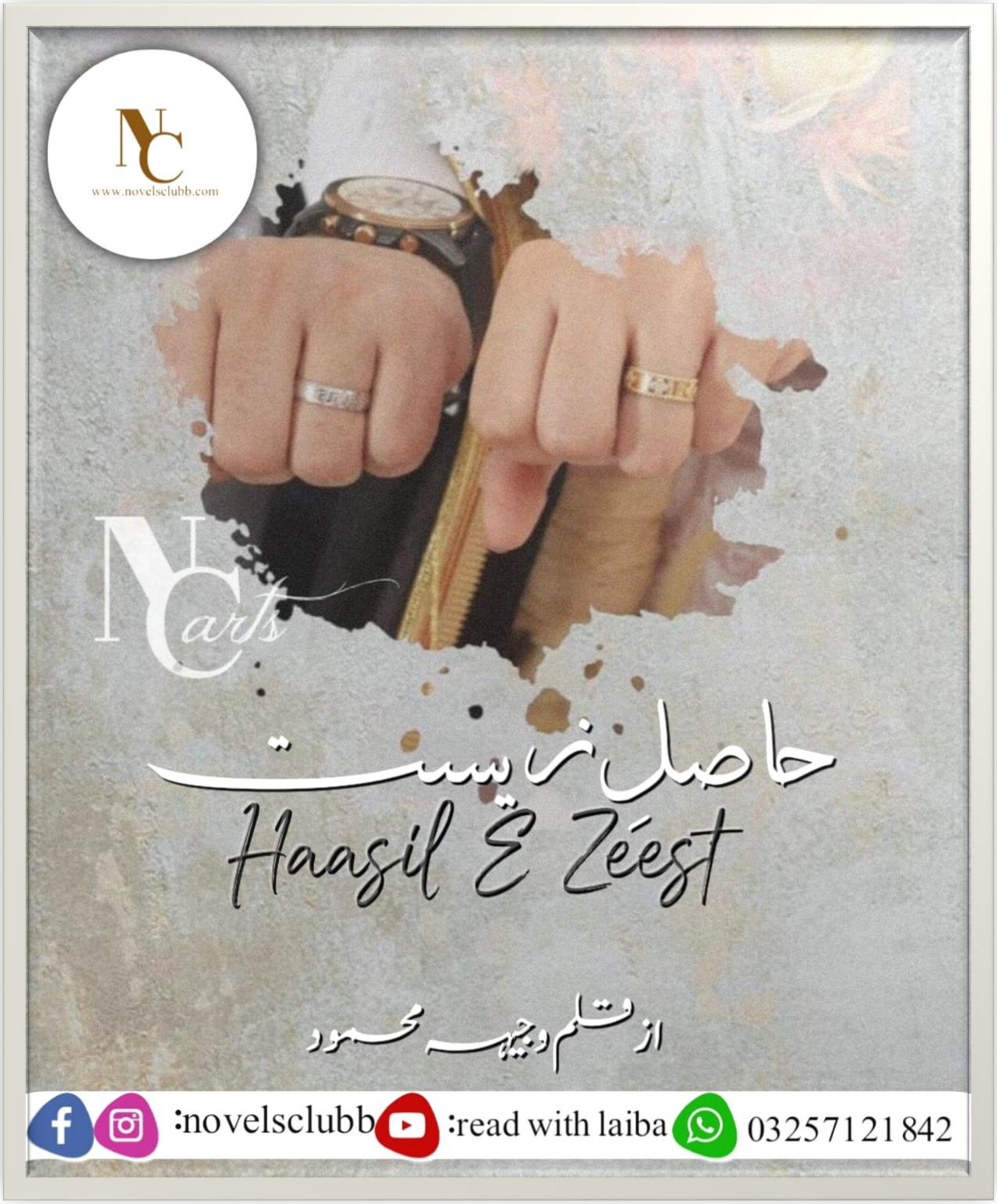
www.novelsclubb.com
حاصل زیست
Haasil E Zeest
از قلم وجیہہ محمود
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

# حاصلِ زیست

## از قلم

## وجیہہ محمود

www.novelsclubb.com

# "حاصلِ زیست"

## از قلم (وجیہہ محمود)

## قسط نمبر (04)

ہر سو تاریکی کا راج تھا، آسمان سیاہ رنگ کی چادر اوڑھے گہری نیند سو چکا تھا۔ وہ اس وقت ایک گھر کے سامنے کھڑی تھی، سفید رنگ کا لباس پہنے، سر پر سفید چادر اوڑھے، وہ دروازے کی عین سامنے کھڑی تھی۔ وہ پسینے میں شرابور تھی، اُس کے چہرے کے تاثرات سے پریشانی عیاں تھی۔ وہ زور زور سے دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی، مگر دروازہ کھولنے والا کوئی نہ تھا۔ اچانک دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا، وہ اندر کی جانب بھاگی، اندر بھی ہر جانب تاریکی کا سماں تھا، مکمل اندھیرا ہونے کے باوجود بھی وہ کبھی ایک جانب بھاگتی تو کبھی دوسری جانب، اُس کی سماعتوں سے ایک چھوٹے بچے کی رونے کی آوازیں ٹکرا رہی تھی۔ وہ بچہ بلک بلک کر رو رہا تھا، اُس کے رونے

میں اتنی شدت تھی کہ گویا وہ رو رو کر ہی اپنی جان دے دے گا۔ اُس بچے کی آواز سنتے وہ خود بھی رونے لگی۔ اندھیرے میں اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا، اچانک ہر جانب روشنی پھیل گئی، تیز روشنی ایک دم پیدا ہوتے وہ اپنے ہاتھ اپنی آنکھوں پہ رکھتی پیچھے ہونے لگی، رونے کی آواز اب بند ہو چکی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹانے لگی، سامنے کا منظر مکمل روشن تھا، سامنے پڑے بستر پر ایک نومولود بچہ سفید رنگ کے کمبل میں لپٹا ہوا تھا۔ وہ اُسے دیکھتی تیزی سے اس کی جانب لپکی، وہ محض اُس سے ایک قدم فاصلے پر تھی کہ اچانک وہ ننھا وجود غائب ہو گیا۔ وہ تڑپ کر اُس بستر پر گری، وہ زار و قطار رو رہی تھی، وہ پھر اِدھر اُدھر بھاگنے لگی، وہ ایک کمرے کی جانب بھاگی، وہ بچہ وہاں موجود تھا مگر ایک بار پھر اُس کے قریب جانے پر وہ وجود ہوا میں معلق ہو گیا، وہ کبھی ایک کمرے میں جاتی تو کبھی دوسرے کمرے میں، مگر ہر بار اُس وجود کے قریب جاتے وہ غائب ہو جاتا۔ وہ تھک ہار کر روتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی کہ اچانک وہ بچہ عین اُس کے سامنے

www.novelsclubb.com

آگیا،وہ تڑپ کر اُس بچے کو اٹھاتے اپنی گود میں ڈالنے لگی۔اس بار وہ اسے گود میں ڈالنے میں کامیاب ٹھری۔وہ اسے سینے سے لگائے چوم رہی تھی کہ اچانک اسے نمی کا احساس ہوا،اس نے بچے کی جانب دیکھا،اس کے منہ،آنکھوں اور کانوں سے خون بہنے لگا تھا،وہ اپنی چادر سے اس کا بہتا خون صاف کرنے لگی،سفید چادر سرخ رنگ پکڑ رہی تھی۔وہ چلانے لگی،

"کوئی ہے!کوئی ہے!میری مدد کرو!"مگر وہاں اُس کی آواز سننے والا کوئی نہ تھا۔کچھ دیر بعد اُس بچے کا خون اسے رکتا محسوس ہوا،وہ مطمئن ہو گئی مگر یہ کیا!خون کے ساتھ اس ننھے وجود کی دھڑکنیں بھی تھم چکی تھیں،وہ بچہ دم توڑ چکا تھا۔وہ بلک بلک کر رو رہی تھی،اُس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں کہ اچانک اُس کی آنکھ کھل گئی،وہ اپنے بستر سے اٹھ بیٹھی،اُس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا،جبکہ دھڑکن بھی بہت تیز ہو چکی تھی۔آج بہت عرصے بعد اسے یہ خواب دوبارہ آیا تھا اور ہر بار کی

www.novelsclubb.com

طرح اُس کے زخموں کو پھر سے تازہ کر گیا تھا، ماضی میں ہوئے نقصان کا احساس ایک بار پھر اجاگر ہو چکا تھا۔

---

وہ کاغذ پر لکھی تحریر کو سات بار پڑھ چکی تھی، اُس کی آنکھوں سے مسلسل گرم سیال بہہ رہا تھا۔ فیضی اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا تھا! اُسے یقین نہیں آرہا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک دم ایک خیال آیا کہ شاید فیضی کے گھر والوں کو اُن کی شادی کا علم ہو گیا ہو تو انہوں نے فیضی پر دباؤ ڈالتے، یہ کاغذات اسے بھجوا دیے ہوں۔ اس خیال کی آتے، وہ فوراً زمین سے اٹھنے لگی، اُس کے ہاتھ اور ٹانگیں کانپ رہی تھیں، وہ بمشکل قدم اٹھاتی کمرے تک آئی اور اپنا موبائل اٹھاتے تیزی سے فیضی کا نمبر ملانے لگی۔ دو بار موبائل اس کے کانپتے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچا تھا۔ فیضی کا نمبر اب بھی بند آرہا تھا مگر وہ دیوانہ وار بار بار اس کو فون ملا رہی تھی۔ سات، آٹھ بار فون ملانے کے بعد اس کی ہمت جواب دینے لگی، اس کا دل چاہ

www.novelsclubb.com

رہا تھا کہ وہ چیخے، چلائے کہ آخر اُس کے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا تھا۔اس کے ذہن میں پھر خیال نمودار ہوا،وہ صارم کا نمبر ڈائل کرنے لگی، بیل جا رہی تھی،اُس نے سکھ کا سانس لیا مگر دو بیل جانے کے بعد فون دوسری جانب سے کاٹ دیا گیا۔ سبرینہ کی حیرت میں مزید اضافہ ہوا،وہ دوبارہ کال ملانے لگی مگر اس بار بھی فون کاٹ دیا گیا۔ سبرینہ بغیر رُکے بار بار کال کرنے لگی کہ اچانک دوسری جانب سے فون اٹھا لیا گیا،

"صارم، کال مت کاٹنا" اسے علم ہو چکا تھا کہ صارم کو سب معلوم ہے،دوسری جانب صارم جو کال کاٹنے ہی والا تھا سبرینہ کی آواز سنتے رک گیا۔

"صارم، فیضی کہاں ہے؟" سبرینہ نے متذبذب لہجے میں سوال کیا، جس کا جواب اسے خاموشی کی صورت میں ملا۔

"صارم مجھے بتاؤ، فیضی کہاں ہے؟" وہ اپنا سوال دہراتی بولی،

"سبرینہ،وہ فیضی وہ۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"مجھے صرف سچ سننا ہے صارم، صرف سچ!" سبرینہ اس کی بات کاٹتے سختی سے بولی،

"سبرینہ اُسے معاف کر دینا، وہ بہت مجبور تھا" صارم کے الفاظ سبرینہ کا دل چیر گئے، یعنی طلاق کے کاغذات۔۔اُس سے آگے وہ سوچ نہ سکی۔

"وہ ہر گز ایسا نہیں چاہتا تھا مگر اُس کی امی۔۔۔" صارم خاموش ہو گیا۔

"اس وقت کہاں ہے فیضی؟" سبرینہ حیرت، دکھ، تکلیف کے مارے بیڈ پر بیٹھتی چلی گئی۔

"فیضی وہ۔۔۔۔"

"صارم، فیضی کہاں ہے؟ کیا تم ایک بار اس سے میری بات کروا سکتے ہو پلیز" سبرینہ دوبارہ پوچھنے لگی مگر اس بار اس کی آواز میں شکستہ پن تھا۔

"سبرینہ وہ۔۔" صارم کا لہجہ اسے مزید پریشان کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو صارم، مجھ سے کچھ مت چھپانا، پلیز۔۔۔" سبرینہ رونے لگی تھی۔

"سبرینہ آج فیضی کا نکاح ہے" سبرینہ کو لگا اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ نکاح! فیضی کا نکاح!

"کیا کہا تم نے؟" وہ چاہتی تھی کہ اُس کی سماعتوں سے ٹکرانے والے الفاظ غلط ہو جائیں۔

"سبرینہ وہ بہت مجبور تھا، وہ اپنی امی کو ناراض نہیں کر سکتا تھا، اُس پر بہت دباؤ تھا۔" سبرینہ کو لگا کوئی اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل رہا ہو۔

"اُن کے بہت زیادہ دباؤ ڈالنے پر اُسے یہ قدم اٹھانا پڑا"

"سبرینہ ہو سکے تو اسے معاف کر دینا۔۔" صارم نے مزید کیا بات کی تھی، سبرینہ کو کچھ سنائی نہ دیا تھا۔ موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا، اُس کی آنکھوں سے بہتے

www.novelsclubb.com

آنسو بھی اب تھمنے لگے تھے یا شاید اُس نے ان آنسوؤں کو روک ڈالا تھا کیونکہ یہ آنسو اب عمر بھر اُس کے ساتھی رہنے والے تھے۔

---

رات کا وقت تھا، آسمان پر تارے نہ ہونے کے برابر تھے۔ وہ اس وقت اپنے کمرے میں فرش پر بیٹھی تھی، دونوں بازوؤں کو اپنے گھٹنوں کے گرد لپیٹے وہ سامنے لگی کھڑکی سے نظر آتے چاند کو دیکھ رہی تھی، چاند کی روشنی اس کے چہرے پر پڑتے اُس کے نقوش کو واضح کر رہی تھی۔ بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں، باریک لب، تیکھے نقوش، وہ خوبصورتی کا ایک مجسمہ تھی اور اس کی معصومیت اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتی تھی۔ اُس کے لمبے اور گھنے، بھورے بال، اُس کی پشت پر بکھرے تھے۔ وہ اُن سب بہنوں میں سب سے خوبصورت اور معصوم تھی۔

اِصباح اِس وقت کسی گہری سوچ میں غرق تھی۔ حیات صاحب کی وفات کے بعد اُس نے ایف-ایس-سی کرتے، آگے پڑھائی چھوڑ دی تھی۔ وہ گھر کے مالی حالات


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے واقف تھی،اُسے آبرو کے وکیل بننے کے خواب کے بارے میں معلوم تھا۔وہ جانتی تھی کہ وکیل بننا صرف آبرو کی خواہش نہیں بلکہ اُس کا جنون تھا۔اسے معلوم تھا کہ اگراُس وقت وہ خود پیچھے نہ ہٹتی تو آبرو کا یہ خواب ادھورا رہ جاتا۔اُس نے آبرو کی خاطر قربانی دی تھی اور آبرو بھی اس بات سے واقف تھی۔آبرو نے اس کے فیصلے کی مخالفت کی تھی مگر اِصباح کے واضح انکار پر وہ خاموش ہو گئی تھی۔اِصباح کو اپنی اس قربانی پر کوئی پچھتاوا نہ تھا۔آبرو نے بھی اِصباح کے لیے اتنی بڑی قربانی دی تھی کہ اِصباح کو اپنی دی گئی قربانی، آبرو کی دی گئی قربانی کے سامنے بہت معمولی محسوس ہوتی تھی،وہ ابھی انھیں سوچنے میں گم تھی کہ اسے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی وہ جانتی تھی کہ وہ آبرو ہے۔آبرو بھی اب اس کے قریب آکر بالکل اسی طرح بیٹھ گئی، جسطرح اِصباح بیٹھی تھی۔

"اِصباح۔۔" آبرو نے اسے پکارا،اس نے آبرو کی جانب دیکھا مگر خاموش رہی۔

"کیا بات ہے اِصباح؟ بتاؤ مجھے" آبرو نے اسے پھر مخاطب کیا، وہ اس بار بھی خاموش رہی اور دوبارہ کھڑکی سے نظر آتے چاند کی جانب دیکھنے لگی۔

"امی کی وجہ سے پریشان ہو؟" اِصباح نے آبرو کی جانب دیکھا، اسکی آنکھیں بھرنے لگی تھیں، آبرو ہر بار اس کی بات بن کہے سمجھ جاتی تھی، اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"پریشان مت ہو، وہ ٹھیک ہیں، ڈاکٹر نے کچھ ٹیسٹ لکھ کر دیے ہیں، میں اگلے ہفتے وہ تمام ٹیسٹ بھی کروالوں گی، تم بس دیہان رکھنا کہ امی اپنی دوائی وقت پر لیتی رہیں" آبرو اسے تسلی دیتے ہوئے بول رہی تھی جبکہ اِصباح خاموشی سے اس کے چہرے کی جانب دیکھ رہی تھی۔ آبرو اور اسکی عمر میں صرف دو سال کا فرق تھا مگر اسے آبرو میں اپنی دوسری ماں نظر آتی تھی۔ صالحہ بیگم کے بعد اسے سب سے زیادہ عزیز آبرو تھی۔ وہ ہر بار اس کی تمام پریشانیاں سمیٹ لیتی تھی، اس کی طرف بڑھنے والے ہر دکھ و تکلیف کو اپنے وجود پر لیتی، اسے محفوظ رکھتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"امی کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی، کچھ ہوا تھا کیا؟" آبرو کے سوال نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا

"حفصہ آپی کی کال آئی تھی" اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا، آبرو کے چہرے پر تاریک سایہ لہرایا۔

"سب خیریت ہے نا؟" آبرو متفکر ہوئی، اس کے جواب میں اِصباح نے اس کی جانب دیکھتے اپنا سر نفی میں ہلایا،

"مگر اب تو سب ٹھیک ہو گیا تھا۔۔" اِصباح جانتی تھی کہ آبرو کا اشارہ کس جانب تھا۔

"آپی ٹھیک نہیں ہیں آبرو" اس کے آنسو اس کے رخسار پر گرنے لگے،

www.novelsclubb.com

"مجھے پوری بات بتاؤ اِصباح" آبرو اس کی جانب مڑی، اِصباح نے گہری سانس لی اور روتے ہوئے اُسے سب بتانے لگی، آبرو کے چہرے کے بدلتے تاثرات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ بات معمولی نہ تھی۔

"میں بات کروں گی آپی سے" اِصباح کے خاموش ہونے پر آبرو بولی،

"مگر۔۔۔"

"تم فکر مت کرو، میں آپی اور امی دونوں سے بات کرلوں گی" وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی، اِصباح خاموش ہوگئی اور کھڑکی سے نظر آتے چاند کو دیکھنے لگی جس کی روشنی اب مدھم ہوچکی تھی۔

---

صبح کے نو بجے کا وقت تھا، وہ اس وقت اپنے میں کمرے میں بیٹھا ویڈیو گیم کھیلنے میں مصروف تھا، سرمئی رنگ کی شرٹ کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے وہ رف حلیے میں

www.novelsclubb.com

موجود تھا۔ویڈیو گیم کھیلنے کے ساتھ پاس پڑے باؤل میں موجود چپس کے ساتھ بھرپور انصاف کر رہا تھا۔کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اسنے دروازے کی جانب دیکھا،جہاں تاشفین کھڑا تھا،اسے دیکھتے زاویار کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے،

"ارے آیئے جناب آیئے" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا،اس کے انداز پر تاشفین مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا،

"کیا دیکھ رہے ہو؟" وہ زاویار کو دیکھتے ہوئے بولا جو بیڈ سے اٹھتا نجانے کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے کیا دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یہی کہ سورج آج کہیں مغرب سے تو نہیں نکل آیا جو عزت مآب جناب تاشفین صاحب،آج مجھ ناچیز کے کمرے میں تشریف لائے ہیں۔" وہ بہت بڑا ڈرامے باز تھا۔اس کی بات پر تاشفین ہنسنے لگا،

"کیا کام تھا جناب؟"

"کیوں میں تمہارے کمرے میں ایسے نہیں آسکتا کیا؟"اس کی بات پر تاشفین اس کی جانب دیکھتا بولا،

"آج تک ایسا ہوا نہیں نہ "وہ اپنی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھ چکا تھا۔

"اچھا چھوڑو ان سب باتوں کو، میری بات سنو"وہ اُس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"دیکھا صحیح کہا تھا نہ میں نے، کام کے بغیر آپ جناب کی میرے کمرے میں حاضری تھوڑی مشکوک لگتی ہے"اس نے باؤل سے چپس کا ایک ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالا،

"یار زاوی۔۔۔مجھے ہاسپٹل جانا ہے، پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے، میں۔۔"

"مگر آج تو چھٹی ہے"وہ اس کی بات کاٹتا ہوا بولا،

"ہاں مگر۔۔"

"گھر پر دل نہیں لگتا، خیر تو ہے، کہیں۔۔۔"وہ اپنے دانتوں کی نمائش کرتا ہوا پوچھ رہا تھا، اس کی بات کا مفہوم سمجھتے تاشفین نے اُس کے سر پر چپت رسید کی۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"فضول گوئی ذرا کم کیا کرو" وہ چہرے پر غصے کے مصنوعی تاثرات سجاتا بول رہا تھا۔

"ہاں بھئی اب تو ہم اور ہماری باتیں فضول ہی لگیں گے، اب تو۔۔" وہ ابھی بھی وہیں اٹکا تھا۔

"زاوی۔۔" تاشفین اسے وارن کرتے ہوئے بولا،

"اچھا جناب بتایئے، مجھ ناچیز سے کیا کام تھا آپ کو" وہ اب ٹانگیں اوپر کیے باؤل گود میں رکھے بیٹھا تھا۔

"کل فرسٹ اپریل ہے، تو پھر کیا پلان ہے ؟" تاشفین اس کی جانب دیکھ رہا تھا، جو اپنے موبائل میں مصروف تھا۔

"کیسا پلان ؟ کل کوئی خاص دن ہے کیا؟" وہ جانتے ہوئے انجان بنا۔

"لگتا ہے تمہاری یاداشت کافی کمزور ہو گئی ہے" تاشفین اس کی رگ رگ سے واقف تھا، وہ جواباً اپنے موبائل میں مصروف رہا۔

"رکو میرے پاس علاج ہے تمہاری یاداشت کا"تاشفین نے یہ کہتے ہی موبائل اس کے ہاتھ سے کھینچتے اپنے پاس رکھ لیا۔

"ارے،ارے۔۔"وہ دیکھتا رہ گیا۔

"اب بتاؤ کچھ یاد آیا؟"

"ہاں آگیا یاد۔۔۔،آج سے 22سال پہلے ہمارے گھر میں ایک چڑیل کو اتارا گیا تھا اور ہم ہر سال اِس دن اُس چڑیل کی آمد پر جشن کا اہتمام کرتے ہیں"وہ منہ بناتا ہوا بول رہا تھا،اس کی بات اور انداز پر تاشفین ہنسنے لگا۔

"ہمم گڈ،تو اب بتاؤ کیا پلان ہے؟"

"کیک کا آرڈر دے دیا تھا میں نے اور باقی کا پلان بھی ریڈی ہے"وہ آگے بڑھتا تاشفین کے پاس پڑا اپنا موبائل اٹھانے لگا،

"ارے واہ!بہن سے اتنی محبت"تاشفین متاثر ہوا،

www.novelsclubb.com

"اِسے محبت نہیں جناب، مجبوری کہتے ہیں" ڈرامائی وقفہ دیتے وہ دوبارہ بولا،

"اگر میں یہ تیاری نہ کرتا تو کیا بھروسہ، تم سب مل کر مجھے اس گھر سے ہی نکال دیتے اور مجھ معصوم کے پاس تو رہنے کو کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے" وہ چہرے پر بیچارگی سموئے تاشفین کو دوبارہ ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ تمہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے" وہ اس کو چڑانے لگا۔

"ذمہ داریاں نہیں مجبوریاں کہو" وہ دوہائی دیتا بولا،

"اچھا اب میں چلتا ہوں" تاشفین نے اٹھتے ہوئے دروازے کی جانب قدم بڑھائے،

"اُنہیں میرا اسلام کہنا" وہ ابھی دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اُسے زاویار کی آواز سنائی دی، اُس نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا، جو اپنی بتیسی نکالے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کس کو" تاشفین جانتا تھا مگر پھر بھی اس سے پوچھنے لگا،

"ابتہاج بھائی کو اور کس کو!" اس کے جواب پر تاشفین مسکراتا ہوا دروازہ عبور کر گیا۔

---

دوپہر سے رات، رات سے صبح ہو چکی تھی مگر وہ ابھی بھی وہیں اُسی حالت میں بیٹھی تھی۔ بکھرے بال، مسلسل رونے سے سوجی ہوئی آنکھیں، اُسے کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔ وہ اُجڑی ہوئی حالت میں بیڈ پر بیٹھی تھی، اُس کی ایک جانب طلاق کے کاغذات پڑے تھی جبکہ دوسری جانب اُس کا موبائل پڑا تھا۔ صارم نے اُسے بہت بار کال کی تھی مگر سبرینہ نے اُس کا فون نہیں اٹھایا تھا۔ **فیضی اُس کے ساتھ ایسا کیسے**

www.novelsclubb.com

**کر سکتا تھا!** اُسے اِس سوال کا جواب مل چکا تھا۔وہ بزدل تھا،وہ جھوٹا تھا،اُس کے سارے وعدے،ساری قسمیں سب کچھ فریب کے سوا کچھ نہ تھا۔وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھی کہ اُس کے سماعت سے بیل کی آواز ٹکرائی،وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی۔دوبارہ بیل ہوئی،اُس میں ہمت ہی نہ تھی کہ وہ اُٹھ پاتی۔تیسری بار بیل ہوئی،اُس نے فرش پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھایا اور اپنا وجود گھسیٹتے دروازے کے قریب جانے لگی۔چوتھی بار بیل ہوئی،وہ جو کوئی بھی تھا،آج جانے کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔سبرینہ نے دروازہ کھولا،سامنے اُن کے فلیٹ کا مالک کھڑا تھا۔

"بی بی تھوڑا جلدی کھول دیا کرو،ہمارے پاس اور بھی کام ہوتے ہیں" وہ اُکھڑے ہوئے لہجے میں بولا،جس پر سبرینہ خاموش رہی،

"کرایہ ادا نہیں کرنا کیا؟ پچھلے ماہ بھی تمہارے شوہر نے دو ہفتے لیٹ کرایہ ادا کیا تھا" وہ سبرینہ کو خاموش دیکھتا کہہ رہا تھا،سبرینہ کو اُس کے جملے کے صرف دو الفاظ سنائی دیے،"تمہارا شوہر "اُس کا دل ایک بار پھر ٹکڑوں میں تقسیم ہوا۔

"اِس بار مجھے کرایہ بالکل وقت پر چاہیے تھا مگر تمہارا شوہر۔۔" وہ سخت لہجے میں بولا،

"وہ تو ہفتے سے نجانے کہاں غائب ہے،اِس لیے مجھے خود گھر تک آنا پڑا" وہ ضاحت دینے لگا۔

"دو دن دے رہا ہوں میں، کرایہ ادا کر دو ورنہ فلیٹ خالی کرو" وہ تیزی سے کہتا سبرینہ کے سر پر ایک اور بم پھوڑ چکا تھا۔

"مگر۔۔"

"اگر مگر کچھ نہیں بی بی، میرے کچھ اُصول ہیں، میں کرایہ دیر سے ادا کرنے والوں کو زیادہ دیر ٹکنے نہیں دیتا،اس لیے کرایہ تیار رکھنا، میں دو دن بعد آؤں گا کرایہ لینے" وہ سبرینہ کی بات کاٹتا بولا،

"اور اگر کرائے کی رقم تیار نہ ہوئی تو خود ہی سامان سمیٹ لینا کیونکہ میرے پاس اور بھی بہت طریقے ہیں" وہ تنفر سے کہتا چلا گیا جبکہ پیچھے کھڑی سبرینہ کو صحیح معنوں میں حالات کا اندازہ ہونے لگا تھا۔

---

وہ کمرے میں بیٹھی اپنا اسائنمنٹ بنانے میں مصروف تھی، آہٹ محسوس کرتے اُس نے دروازے کی جانب دیکھا، جہاں آبرو کھڑی تھی۔ایک نظر اُسے دیکھتے وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔آبرو قدم بڑھاتی اُس کی جانب آئی اور اس کے قریب آ بیٹھی۔کچھ دیر وہ خاموشی سے اُس کاروائی دیکھتی رہی، جو کاغذ پر بار بار کچھ لکھ کر اُسے مٹا رہی تھی۔

"یونیورسٹی کیسی جا رہی ہے؟" رُتبہ ٹھٹکی، سوال غیر متوقع تھا۔وہ آبرو کے سوال پر نہیں اُس کے لہجے پر ٹھٹکی تھی۔

" صحیح جا رہی ہیں۔"

"صحیح یا اچھی؟" پھر سوال کیا گیا، رُتبہ نے اس کی جانب دیکھا،، دونوں کی نظریں ملیں۔

"اچھی" رُتبہ نے ایک لفظی جواب دیا۔

"اچھی بات ہے" تمہید بندھ چکی تھی اب آبرو اصل بات کی جانب بڑھنے لگی تھی۔

"شہریار کون ہے؟" رُتبہ کو لگا اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

"کون؟" وہ پوچھنے لگی،

"شہریار کون ہے؟" آبرو نے اپنا سوال دہرایا، نظر مسلسل رُتبہ کے چہرے کے بدلتے تاثرات بھانپ رہی تھی۔

"میرا کلاس فیلو ہے" آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی، چہرے پر وہ نام سنتے ہی تاریک سایہ لہرایا تھا۔

"اور امل ؟" ایک اور سوال۔

"میری دوست ہے" جواب فوراً آیا۔

"یہ وہی دوست ہے نہ جس نے۔۔۔"

"آبرو وہ ایک مِس انڈرسٹینڈنگ تھی" رُتبہ آبرو کی بات کاٹتی بولی،

"غلطی چھپانے کا اچھا طریقہ ہے، مِس انڈرسٹینڈنگ کا نام دے دو" وہ رُتبہ کی جانب دیکھ رہی تھی، جو اپنے ایک ہاتھ کے ناخنوں پر لگی نیل پالش کو دوسرے ہاتھ کے ناخنوں سے اتارنے میں مصروف تھی۔

"آبرو میں کہہ رہی ہوں نہ کہ وہ ایک مس انڈرسٹینڈنگ تھی اور کچھ نہیں" وہ رُکی اور آبرو کی طرف دیکھا،

"اور ویسے بھی وہ بہت پہلے ہی مجھ سے اُس بات پر ایکسیکوز کر چکی ہے" وہ وضاحت دینے لگی۔

"سب کے سامنے مانگی تھی معافی یا اکیلے میں؟" آبرو کو اُس کا جواب پہلے ہی معلوم تھا، رُتبہ خاموش رہی۔

"یقیناً اکیلے میں مانگی ہوگی، رُتبہ اگر وہ اتنی ہی اچھی ہے تو اُس نے تم سے سب کے سامنے معافی کیوں نہیں مانگی، جب وہ سب کے سامنے۔۔۔"

"آبرو اُس بات کو بہت وقت گزر چکا ہے، میں سب بھول۔۔۔" وہ آبرو کی بات کاٹتے ہوئے بولی، مگر آبرو نے اُس کی بات درمیان میں کاٹ ڈالی،

"کیا!" آبرو کو حیرت ہوئی تھی،

"تم اپنی عزت پر اُٹھنے والے حرف اتنی جلدی کیسے بول سکتی ہو! محض اُس کے معافی کے دو بول کہہ دینے سے تم سب بھول گئی" آبرو کے لہجے میں افسوس تھا۔

"رُتبہ وہ ایک اچھی لڑکی نہیں ہے۔۔" وہ رُتبہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتی بولی،اُس کی اِس حرکت پر رُتبہ نے نظریں اٹھائیں،وہ آبرو کی آنکھوں میں اپنے لیے جھلکتی فکر باسانی دیکھ سکتی تھی۔

"میری بات یاد رکھنا رُتبہ "رُتبہ کو اپنے ہاتھ پر دباؤ ایک دم بڑھتا ہوا محسوس ہوا۔

"دوست،راستہ اور سوچ اگر غلط ہوں تو وہ آپ کو گمراہ کر دیتے ہیں" آبرو کی بات پر رُتبہ نے اپنا دوسرا ہاتھ آبرو کے ہاتھ پر رکھا،اُس نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ آبرو دوبارہ بولی،

"اور گمراہی کا مطلب تو تم بخوبی جانتی ہو،لہذا دوست بنانے میں احتیاط سے کام لو"

"آبرو تم فکر مت کرو،میں محتاط رہوں گی" وہ مسکراتے ہوئے بولی،اسی لمحے میں کمرے میں حَرم داخل ہوئی،

"آپی،امی آپ کو بلا رہی ہیں" وہ دروازے کے قریب کھڑی تھی۔

"ٹھیک ہے تم چلو، میں آرہی ہوں" وہ رُتبہ کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی مگر جانے سے پہلے اُس نے دوبارہ رُتبہ کو مخاطب کیا۔

"میری باتوں پر ایک بار غور ضرور کرنا" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی کہنے لگی، جس پر رُتبہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ آبرو قدم اٹھاتی کمرے کی دہلیز پار کر گئی جبکہ پیچھے بیٹھی رُتبہ کا دماغ اُس کی باتوں میں اُلجھ چکا تھا۔

---

"بچنا اے حسینو! لو میں آگیا" وہ اپنے بالوں کو سیٹ کرتا گنگنا رہا تھا، بال سیٹ کرتے اُس نے ایک نگاہ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر ڈالی، سیاہ رنگ کی پینٹ، شرٹ اُس کے گورے رنگ پر بہت جچ رہی تھی۔

"پرفیکٹ۔۔" اُس کی سرمئی آنکھیں مسکرائیں، وہ ٹیبل پر پڑی اپنی بائیک کی چابی اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"زاوی، زاوی بیٹا" اُس نے ابھی پہلی سیڑھی پر ہی قدم رکھا تھا کہ اُس کی سماعتوں سے اموجان کی آواز ٹکرائی، وہ ان کی جانب پلٹا جو نورِ فجر کے کمرے سے نکل کر اُس کی جانب آرہی تھیں۔

"کہاں جا رہے ہو بیٹا؟" وہ اسے نک سک تیار دیکھ کر بولیں،

"آپ بھول گئیں اموجان" وہ اُن کے قریب آیا،

"سب دوستوں کے ساتھ لنچ کا پلان ہے۔۔۔"

"اوہ ہاں آگیا یاد" اُس کی بات ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ اموجان بولیں،

"یہ تو اور اچھی بات ہے" وہ مسکراتے ہوئے اُس کی جانب دیکھ رہی تھیں۔

"کیا مطلب؟" وہ اُن کی بات نہ سمجھ سکا۔

"بیٹا، نور کو اپنی دوست کے گھر جانا ہے، تو تم اُسے چھوڑ دو گے؟" وہ اپنی بات مزید واضح کرتی ہوئی بولیں۔

www.novelsclubb.com

"اموجان۔۔آج نہیں" وہ اُن سے کچھ قدم دور ہوا،

"بیٹا تم خود بھی تو جا رہے ہو، جاتے ہوئے اُسے چھوڑ دینا، واپسی پر تاشفین اُسے لے لے گا" وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی بولیں،

"مگر اموجان، میری ایک ہی چھٹی ہوتی ہے اور اِس نور کی بچی کو بھی آج ہی جانا تھا" وہ جلے ہوئے انداز میں بول رہا تھا۔

"میں نے تاشفین کو کال کی تھی مگر وہ فون نہیں اٹھا رہا، اِس لیے اب تمہارے پاس آئی ہوں" وہ اس کے مزید قریب آئیں۔

"میرا پیارا بچہ، بہن کو چھوڑ آئے گا نہ" وہ اُس کے گال پر ہاتھ رکھتے پیار سے پوچھ رہی تھیں۔

"اموجان۔۔" وہ اُن کی جانب دیکھ رہا تھا، پھر ایک نظر اپنی گھڑی پر ڈالی۔

"ٹھیک ہے چھوڑ آتا ہوں" وہ ہار مانتا ہوا بولا، اُس کی بات پر اموجان مسکرائیں۔

"شاباش میرا بچہ !بس 15 منٹ میں تیار ہو جائے گی نور، پھر تم اُسے ساتھ لے جانا" وہ اس کا گال تھپتھپاتی بولیں،

"15 منٹ۔۔!اموجان میں بہت لیٹ ہو جاؤں گا" وہ افسوس بھرے انداز میں بولا،

"اچھا رُکو، میں اُسے کہتی ہوں تھوڑا جلدی کرلے، تم نیچے جاؤ میں اُسے بھیجتی ہوں" وہ نور کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں جبکہ پیچھے کھڑا زاویار دانت پیس کر رہ گیا۔

"اِس چڑیل کو بھی آج ہی جانا تھا" وہ بڑبڑاتا ہوا نیچے چلا گیا۔

دس منٹ بعد اُسے نورِ فجر نیچے آتی دکھائی دی، وہ سفید رنگ کی فراک کے ساتھ چوڑی دار پجامہ پہنے، چہرے کے گرد سفید رنگ کا سکارف لپیٹے، اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"ہو گئی تیار میڈم" وہ طنزیہ لہجے میں بولا،

تم نے سکون سے تیار ہی کہاں ہونے دیا ہے، اتنی جلدی مچار کھی

تھی، جیسے۔۔۔"

"جلدی! پورے 20 منٹ لیٹ ہو تم" وہ مبالغہ آرائی سے کام لیتا بولا،

"توبہ استغفار، اتنا جھوٹ" اُس کی بات پر زاویار نے آنکھیں گھمائیں۔

"اب چلو، پہلے ہی مجھے بہت لیٹ کروا دیا ہے تم نے" وہ اپنا موبائل پینٹ کی پاکٹ

میں ڈالتا ہوا بولا،

"ایک منٹ رکو" نور کی آواز پر اس نے اس کی جانب دیکھا،

"تیار تو تم نے سکون سے ہونے نہیں دیا، اب بتاؤ کیسی لگ رہی ہوں؟" اُس نے

سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا، اُس کے سوال پر زاویار کا دل چاہا اپنا سر پیٹ

لے مگر ایک دم ذہن میں ایک خیال نمودار ہوا اور اُس نے اپنے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجاتے بولنے کے لیے لب کھولے،

"ویری بیوٹیفل ویری ایلیگنٹ"

"(very beautiful very elegant)"

ڈرامائی سا وقفہ دیتے اس نے نور کی جانب دیکھا جو مسکرا رہی تھی،

"جَسٹ لوکنگ لائک آ کاؤ"

"(just looking like a cow)"

وہ یہ کہتا بھاگتا ہوا باہر چلا گیا جبکہ پیچھے کھڑی نور کو دو سیکنڈ لگے تھے اس کے بات سمجھنے میں،

"زاوی کے بچے" وہ غصے سے بولتی، پیر پٹختی اس کے پیچھے چل پڑی۔

---

وہ کمرے میں داخل ہوئی، سامنے بستر پر صالحہ بیگم آنکھیں موندے نیم دراز تھیں۔ آہٹ کی آواز پر انہوں نے آنکھیں کھولیں،

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" آبرو اُن کے قریب آتی پوچھنے لگی،

"اللہ کا شکر ہے، بہت بہتر ہوں" اُن کی آواز سے نقاہت واضح تھی۔

"آواز سے تو ایسا نہیں لگ رہا" آبرو بیڈ پر اُن سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔

"دوائیوں کا اثر ہے" وہ آبرو کی جانب دیکھتے ہوئے بولیں، کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے، اُن دونوں میں کسی قسم کے الفاظ کا تبادلہ نہ ہوا۔

"امی آپ حفصہ آپی سے بات کریں کہ وہ کچھ دنوں کے لیے ہمارے پاس آجائیں۔" آبرو کی بات پر صالحہ بیگم نے حیرانی سے اُس کی جانب دیکھا، اُس کے بات انتہائی غیر متوقع تھی۔

www.novelsclubb.com

"اِصباح نے مجھے سب بتا دیا ہے امی" وہ صالحہ بیگم کی سوالیہ نظریں محسوس کرتی وضاحت دینے لگی۔

"تمہیں پتہ ہے آبرو، ایسا ممکن نہیں ہے" صالحہ بیگم کی آواز میں شکستہ پن بڑھنے لگا تھا۔

"امی کیوں ممکن نہیں ہے؟ آپ آپی کو کال کریں اور اُنہیں کہیں کہ وہ اِس بار عید ہمارے ساتھ کریں گی" آبرو کہ لہجے میں ضد تھی۔

"تمہیں پتہ ہے آبرو، اُس کی ساس۔۔۔"

"نہیں امی، اِس بار میں کسی قسم کی کوئی بات نہیں سنوں گی، میں خود بات کر لوں گی آپی سے، شادی کے اتنے سالوں میں وہ ایک بار بھی عید ہمارے ساتھ نہیں کر پائیں، اگر اِس بار وہ ہمارے پاس آجائیں گی تو اِس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔" وہ صالحہ بیگم کے چہرے کی جانب دیکھتی بول رہی تھی، جن کے چہرے پر پریشانی کی جھلک واضح موجود تھی۔

"آبرو اس طرح اس کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو جائے گا"

"میں اُن کی مشکلات کم ہی تو کرنا چاہتی ہوں امی، یہاں آئیں گیں، کچھ دن ذہنی سکون میسر آئے گا، ورنہ وہاں تو ہر وقت بس ایک ہی راگ لاپا جاتا ہے۔" صالحہ بیگم کو معلوم تھا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے۔

"آبرو تم سمجھدار ہو، تمہیں حالات کا بخوبی اندازہ ہے، اگر آج وہ اپنی جگہ چھوڑ کر یہاں آگئی تو۔۔۔"

"تو کیا ہو گا امی، زیادہ سے زیادہ کیا ہو جائے گا" وہ لمحے بھر کو رکی،

"مجھ میں اتنی سکت موجود ہے کہ میں اپنی بہن کو دو وقت کی روٹی کھلا سکوں، جس ذہنی اذیت سے ہر روز اُسے وہاں گزارا جاتا ہے اس سے تو بہتر ہے۔۔۔"

"آبرو تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو، اگر کچھ ایسا ویسا ہو جاتا ہے، تو کل کو مجھے تم باقی بہنوں کی شادی بھی کرنی ہے، ایک بہن کے گھر بیٹھے ہوئے باقی بہنوں کے

رشتے کیسے آئیں گے، لوگ کیسی کیسی باتیں بنائیں گے کہ ایک بہن تو گھر بسا نہیں سکی تو باقی کیا کریں گی۔" صالحہ بیگم شکستہ لہجے میں بول رہی تھی، اُن کی باتیں تلخ حقیقت تھیں، ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ بیٹیوں کے گھروں کی جانب انہی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، طلاق کے بعد قصور چاہے جس کا بھی، قصوروار ہمیشہ لڑکی کو ہی ٹھہرایا جاتا ہے۔

"امی آپ کو لوگوں کی پرواہ ہے یا آپی کی؟" آبرو کا سوال فوری تھا

"ظاہر ہے آبرو، مجھے حفصہ کی ہی فکر ہے"

"پھر آپ پریشان مت ہوں، مجھ پر بھروسہ رکھیں، میں آپی سے بات کرلوں گی" آبرو صالحہ بیگم کو تسلی دیتے ہوئے بولی، کچھ لمحے وہ خاموش رہیں پھر اُسکی بات پر اثبات میں سر ہلاتے کھڑکی کی جانب دیکھنے لگیں۔

---

**پردہ آنکھوں سے ہٹانے میں بہت دیر لگی**

**ہمیں دنیا نظر آنے میں بہت دیر لگی**

**نظر آتا ہے جو، ویسا نہیں ہوتا کوئی شخص**

**خود کو یہ بات بتانے میں بہت دیر لگی**

دروازہ بند کرتے وہ شکستہ قدموں سے پلٹی، اُس کے قدم من من بھر کے ہو چکے تھے۔ کمرے میں پہنچتے اُس نے الماری کھولی، اُس میں سے تمام رقم نکالتے، اُس نے موبائل پر اپنا بینک اکاؤنٹ بیلنس چیک کیا، رقم بہت کم تھی بہت! مگر اتنی ضرور تھی کہ سبرینہ ایک ماہ کا کرایہ ادا کر سکے۔

اسے کبھی ان چیزوں کی فکر نہ ہوئی تھی، ایسے تمام معاملات ہمیشہ فیضی ہی دیکھتا تھا، فیضی کا خیال آتے ہی اُس کی آنکھوں میں پھر سے آنسو بھرنے لگے، یہ خیال

www.novelsclubb.com

آتے ہی اُسے اِس گھر میں گزارے سارے لمحے یاد آنے لگے، وہ فرش پر بیٹھ گئ، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا فیضی، کیوں!" وہ روتے ہوئے مسلسل ایک ہی جملہ دہرا رہی تھی، اُس کے کانوں میں صارم کی باتیں گونجنے لگیں۔ فیضی صرف بزدل ہی نہیں تھا، وہ بے وفا بھی تھا۔ اپنے کیے گئے تمام وعدے بے دردی سے توڑتا، وہ سبرینہ کو چھوڑ چکا تھا۔ سبرینہ کی نظر اپنی کلائیوں میں پہنی چوڑیوں پر گئی۔ وہ بے دردی سے اُنہیں کھینچتے ہوئے اتارنے لگی، وہ چوڑیاں اس کی کلائیوں کو زخمی کرتی گئیں۔ وہ چوڑیاں نوچ نوچ کر پھینک رہی تھی، اُس کی کلائیوں کے تازہ زخموں سے خون رسنے لگا تھا مگر اُسے پرواہ ہی کہاں تھی۔ یہ زخم تو اُس زخم کے مقابلے کچھ بھی نہ تھے، جو فیضی نے اُسے دیے تھے۔ یہ زخم تو جسم پر لگے تھے، ایک نہ ایک دن بھر جانے تھے جبکہ فیضی کا دیا گیا زخم اُس کی روح کو گھائل

www.novelsclubb.com

کر گیا تھا اور روح پر لگے زخم بھرتے نہیں بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ ناسور بن جاتے ہیں۔

وہ بلک بلک کر رو رہی تھی، اُسے محبت کے بدلے بے وفائی ملی تھی۔ اُسے صارم کا کہا گیا ایک جملہ یاد آیا،

"وہ اپنی امی کو ناراض نہیں کر سکتا تھا" وہ ایک پل کو تھم گئی، سبرینہ نے اپنے ماں باپ کو دھوکہ دیا تھا صرف فیضی کی خاطر اور فیضی نے۔۔۔ اُس کی سوچوں کا محور اب فیضی سے ہٹتے اپنے ماں باپ کی جانب جا چکا تھا۔ سبرینہ نے اُن کے ساتھ کیا کیا تھا! محض اپنی خوشیوں کے بارے میں سوچتے وہ انہیں فراموش کر چکی تھی۔ چھ ماہ کے عرصے میں ایک بار بھی پلٹ کر اُن کی جانب نہیں دیکھا، ایک بار بھی اُن کا حال نہیں پوچھا! جس کی خاطر وہ اپنے عزیز ترین رشتوں کو دھوکہ دے کر آئی تھی، آج اس نے بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا تھا، اُس نے بھی اُسے دھوکہ دیا تھا۔

"کیا وہ اسی قابل تھی؟" اُس نے پہلے بھی ایک بار خود سے یہ سوال کیا تھا مگر اِس بار اُس کا جواب بہت مختلف تھا۔ "ہاں وہ اسی قابل تھی" کہ اُس کے ساتھ یہ سلوک ہوتا۔ اسے علم تھا کہ گھر سے بھاگنے والی لڑکیاں اپنی عزت کو داؤ پر لگا دیتی ہیں مگر پھر بھی اس نے عزت کے بدلے محبت کو چنا تھا اور آج رسوائی اس کا مقدر بن چکی تھی۔ وہ واپسی کے تمام دروازے خود پر بند کر آئی تھی مگر اب اُس کے پاس واپسی کے علاوہ اور کوئی حل نہ تھا۔

---

وہ دونوں اس وقت بیکری کے سامنے کھڑی تھیں۔

"یہ لیں بھائی" آبرو نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا۔

وہ اس وقت گہرے نیلے رنگ کی لانگ فراک میں موجود تھی جبکہ اُس کے ساتھ کھڑی رُتبہ نے گلابی رنگ کا کرتا شلوار پہن رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"چلو" آبرو نے اسے اشارہ کیا، وہ دونوں اندر کی جانب قدم بڑھانے لگی تھیں کہ آبرو کا فون بجنے لگا، آبرو کے ساتھ رُتبہ بھی رک گئی۔ آبرو اپنے پرس سے فون نکالنے لگی،

"رُتبہ تم چلو، میں دو منٹ میں آتی ہوں" آبرو نے اسکرین پر جگمگاتا نام دیکھ کر رُتبہ کو مخاطب کیا جس پر رُتبہ اثبات میں سر ہلاتی جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ اُسے آبرو کی آواز سنائی دی،

"یہ بھی لے جاؤ" آبرو نے اپنا پرس اُس کی جانب بڑھایا، جسے تھامتے رُتبہ اندر داخل ہوئی جبکہ آبرو باہر ایک کونے میں کھڑی فون سننے لگی۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ بیکری کے سامنے ایک سفید رنگ کی گاڑی آر کی،

"تم جاؤ میں یہیں ویٹ کروں گا" تاشفین ڈیش بورڈ پر رکھا اپنا موبائل اٹھانے لگا۔

"جو حکم جناب" ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا زاویار اُسے جواب دیتا گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکل گیا۔ بیکری کا دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا کہ سامنے سے آتی رُتبہ اُس سے ٹکرائی، رُتبہ کے ہاتھ میں موجود کیک گرتے گرتے بچا،

"آؤچ" وہ ایک ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھے، دوسرے ہاتھ سے کیک سنبھالنے لگی، جبکہ اُس کے سامنے کھڑا زاویار اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا؟ یہ اتنی بڑی بڑی آنکھیں تمہیں اللہ نے کس لیے دی ہیں" وہ ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے لڑاکا عورتوں کے انداز میں بولی، اُس کی اِس بات پر زاویار مسکرایا،

"واؤ! کافی گہری نظر ہے آپ کی محترمہ، دو سیکنڈ میں اتنا بغور معائنہ کرتے، آپ نے یہ دیکھ بھی لیا کہ میری آنکھیں کتنی بڑی ہیں، اِمپریسو!" وہ تائیدی انداز میں سر ہلانے لگا، اُس کی بات پر رُتبہ کے غصے میں مزید اضافہ ہوا۔

"ایکسکیوز می، ہوش میں ہو تم" وہ اپنی بھنویں سکوڑے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"جی الحمدللہ، میں اپنے پورے ہوش و حواس میں ہوں" وہ اپنے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے کھڑا تھا۔

"ایک تو دیکھ کر چلنا نہیں آتا، اوپر سے۔۔"

"اور اگر یہی بات میں آپ سے کہوں محترمہ کہ آپ اپنی اِن خوبصورت آنکھوں کا استعمال نہیں کرتی تو۔۔" وہ چڑانے کے انداز میں کہتا اسے مزید تپا گیا۔

"غلطی سراسر تمہاری تھی، تم مجھ سے ٹکرائے تھے"

"جی نہیں محترمہ آپ سامنے دیکھیں بغیر چل رہی تھیں"

"تمہارا مطلب ہے کہ غلطی میری تھی!"

"جی بالکل صحیح سمجھی ہیں آپ" اُس کی بات پر رُتبہ نے ایک نظر اپنے ارد گرد ڈالی، اب لوگ ان کی جانب متوجہ ہونے لگے تھے۔

"میرا راستہ چھوڑو" وہ اُسے سامنے کھڑا دیکھ کر غصے سے بولی،


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"محترمہ آپ نہ آج اپنی اِن آنکھوں کا علاج کروائیں کیونکہ میں آپ کے راستے میں نہیں بلکہ آپ میرا راستہ روکے کھڑی ہیں" اُس کی بات پر رُتبہ کو احساس ہوا کہ وہ واقعی اس کے راستے میں کھڑی تھی۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹتی ایک جانب ہو گئی۔

"بہت شکریہ" وہ اُس سائیڈ پر ہٹتا دیکھ کر بولا،

"خوبصورت لڑکی دیکھی نہیں کہ شروع ہو جاتے ہیں" رُتبہ بڑبڑائی مگر اُس کی بڑبڑاہٹ زاویار کے تیز کانوں تک رسائی حاصل کر چکی تھی۔

"آج گھر جا کر ایک بار آئینہ ضرور دیکھ لیجئے گا، یہ خوش فہمی بھی بہت جلد دور ہو جائے گی" وہ دروازے کے قریب ہی پہنچی تھی کہ اُس کی آواز پر، اُس نے غصے سے پلٹ کر اُس کی جانب دیکھا جو چہرے پر مسکراہٹ سجائے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ رُتبہ کا دل چاہا کہ وہ جا کر ایک مکا مارتے اُس کے سارے دانت توڑ دے مگر اپنے آپ پر ضبط کرتے وہ باہر آ گئی جہاں اُسے سامنے سے آبرو آتی دکھائی دی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟" رُتبہ کا غصے سے لال پڑتا چہرہ دیکھ کر آبرو نے پوچھا،

"کچھ نہیں بس ایک لوفر انسان مل گیا تھا" وہ کیک کا ڈبہ آبرو کو پکڑاتی بولی،

"ایسی سنا کر آئی ہوں میں، کہ آئندہ کسی لڑکی سے بات کرنے سے پہلے سوچے گا ضرور" رُتبہ صفائی سے جھوٹ بولتی اُس کے ساتھ چلنے لگی، جبکہ اُس کی بات پر آبرو نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔ کچھ دور کھڑی سفید گاڑی میں بیٹھے تاشفین کی نظر اچانک اُن دونوں کی جانب اٹھی، اُس نے آنکھیں بند کرتے دوبارہ کھولیں کہ شاید یہ اُس کا گمان ہو مگر وہ حقیقت تھی۔ ایک ہاتھ میں کیک تھامے، دوسرے ہاتھ سے اپنا دوپٹہ درست کرتی وہ مسکرا رہی تھی جس سے اُس کی گال میں ایک گھڑا نمایاں ہوا، تاشفین بغیر پلکیں جھپکائے اُسے دیکھ رہا تھا، وہ اُسے یک ٹک دیکھتا رہا جب تک وہ اُس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئی۔ اُس کے جانے کے بعد تاشفین کو اپنی بے اختیاری پر حیرت ہوئی مگر حیرت کی بات تو یہ بھی تھی کہ پچھلے تین دنوں سے مسلسل کہیں نہ کہیں اُس کا اُس لڑکی سے سامنا ہو جاتا تھا۔

"توبہ ہے "اُس کی سوچوں کا تسلسل زاویار کی آواز نے توڑا، جو گاڑی کا دروازہ کھولتے اندر بیٹھ چکا تھا۔

"کیا ہوا؟ "تاشفین نے اُس کی جانب دیکھتے پوچھا،

"ایک بدتمیز حسینہ سے ملاقات "وہ آنکھوں میں شرارت سموئے گویا ہوا اور تاشفین کی جانب دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اُس کو دیکھ رہا تھا۔ جس پر زاویار نے مختصر اسارا واقعہ اُس کے گوش کہہ گزارا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے ہی باہر نکلی تھی "اُس کی اِس بات پر تاشفین کے ذہن میں جھما کہ ہوا، زاویار آبرو کی بات کر رہا تھا۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ زاوی۔۔"

"کون سی حرکتیں "معصومانہ سوال۔

www.novelsclubb.com

"ارے وہ دیکھو۔۔"اس سے پہلے کہ تاشفین اسے کچھ کہتا وہ اُن کی گاڑی کے پاس سے گزرتی ٹیکسی کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

"یہ تھی وہ لڑکی"اُس نے ٹیکسی میں بیٹھی رُتبہ کی جانب اشارہ کیا تھا جبکہ تاشفین کی نظر تو صرف آبرو پر پڑی تھی۔اُس کا خیال سچ ثابت ہوا تھا۔زاویار آبرو کی بات کر رہا تھا۔

"بدتمیز تھی"وہ رُکا،

"مگر تھی خوبصورت"زاویار کے ہونٹوں سے آبرو کے لیے ادا ہونے والے توصیفی الفاظ نجانے کیوں تاشفین کو بُرے لگے تھے۔جواباً تاشفین خاموش رہا،ایک نظر زاویار پر ڈالتے اس نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

---

وہ سڑک پر کھڑی ٹیکسی کی منتظر تھی، سفید رنگ کی شلوار قمیض، سر پر سفید دوپٹہ، رو رو کر سوجھی ویران آنکھیں، پیلا پڑتا رنگ، وہ پہلی نظر میں ہی سوگوار نظر آتی تھی۔اُس کے سامنے ایک ٹیکسی آر کی۔ڈرائیور کو اپنی منزل کا پتہ دیتے وہ ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔اب ٹیکسی اُس کی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔وہ اپنے گھر جارہی تھی، اُس گھر جسے وہ فیضی کی خاطر چھوڑ آئی تھی۔اُس بے وفا کے لیے جس نے اُسے چھوڑتے ایک بار بھی نہ سوچا تھا۔اُس کا دماغ ایک بار پھر فیضی کے خیالوں کی طرف جانے لگا تھا مگر وہ اُس کے بارے میں اب سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر کیا اُس کے بارے میں سوچنا سبرینہ کے اختیار میں تھا!

www.novelsclubb.com

اُس کی آنکھوں سے آنسو اُس کے رخسار پر آ گرے، اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو اِس سختی سے مسلا کہ کچھ پلکیں اُس کے رُخسار پر دم توڑ گئیں۔اسے اب احمد صاحب اور سکینہ بیگم کے بارے میں سوچنا تھا۔

کیا وہ اسے معاف کریں گے؟

کیا وہ معافی کے قابل تھی؟

کیا اس کے کیے گئے گناہ معافی کے قابل تھے؟

اِن سب سوالوں کے جواب اُس کے پاس موجود نہ تھے مگر دل نے ایک بار پھر دلاسہ دیا، جھوٹا دلاسہ! کہ جب انہیں معلوم ہو گا کہ اُن کی بیٹی پر اتنی بڑی قیامت گزر گئی ہے تو ان کے دل سبرینہ کے لیے ضرور نرم پڑ جائیں گی مگر وہ یہ بات بھول چکی تھی کہ کچھ گناہوں کی معافی نہیں ہوتی۔

تو نے نفرت سے جو دیکھا تو مجھے یاد آیا

کیسے رشتے تیری خاطر یونہی توڑ آیا ہوں

کیسے دھندلے ہیں یہ چہرے جنہیں اپنایا ہے

کتنی اُجلی تھیں وہ آنکھیں جنہیں چھوڑ آیا ہوں

"اب آ بھی جاؤ رُتبہ "آبرو کی جھنجھلائی ہوئی آواز رُتبہ کے کانوں میں پڑی، ایک آخری نگاہ اپنے عکس پر ڈالتی وہ باہر کی جانب بھاگی۔

"آگئی، آگئی" وہ اُن کے قریب آتی بول رہی تھی، سامنے صالحہ بیگم ،اِصباح، آبرو اور حرم سب کھڑے اُسے دیکھ رہے تھے نارنجی رنگ کی فراک میں اُس کا رنگ مزید کھلا ہوا الگ رہا تھا، چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیے، بالوں کی فرنچ چٹیا بنائے، وہ بہت خوبصورت نظر آرہی تھی۔

"یہ اتنی تیاری کس خوشی میں کی ہے؟" اُس کو اپنے قریب آتا دیکھ کر آبرو بولی،

"حرم کی برتھ ڈے کی خوشی میں" وہ حرم کے گال کھینچتے ہوئے بولی جو اُسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"تو ہم کونسا اس کے لیے باہر جا رہے ہیں، گھر پر ہی تو کیا ہے سارا انتظام" آبرو کی بات پر رُتبہ اس کے پاس آ کھڑی ہوئی،

"گھر میں ہو یا باہر، خوشی تو خوشی ہوتی ہے، کیوں حرم؟" وہ حرم کے مزید قریب ہوئی،

"اور ویسے بھی اس طرح تصویریں زیادہ اچھی آئیں گی" اب سب سمجھ چکے تھے اُس کی تیاری کا مقصد!

"اچھا چلو، اب باقی باتیں چھوڑو کیک کاٹو، پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے" اِصباح نے چھُری حرم کے ہاتھ میں تھمائی، حرم نے چھُری پکڑتے آہستہ آہستہ کیک کاٹنا شروع کیا، وہ سب پاس کھڑی مسکراتی ہوئی گنگنا رہی تھیں۔ حرم نے کیک کا ایک پیس نکالتے سب سے پہلے صالحہ بیگم کو کھلایا، پھر آبرو کو، پھر اِصباح کی جانب بڑھی، اِصباح کو کیک کھلاتے، اس نے باقی کیک خود کھالیا، اُس کی ایسی حرکت پر رُتبہ کو غصہ آیا،

"مجھ نہیں کھلانا تھا کیک؟" وہ حیرت سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری لپسٹک خراب ہو جائے گی،اور پھر تصویریں بھی" وہ حرم صدیقی تھی جو بدلہ لینے میں دیر نہیں کرتی تھی۔اُس کی بات پر سب ہنسنے لگے۔

"حرم کی بچی، تمہیں تو میں بتاتی ہوں" رُتبہ سب کو ہنستا دیکھ کر اُس کی طرف بڑھنے لگی، کیک کا ایک اور پیس اٹھاتے اس نے حرم کو پکڑا،اور وہ پیس اُس کے چہرے پر جگہ جگہ لگا دیا،

"امی۔۔" حرم چیخی،

"لو ہو گیا تمہارا میک اپ،اب تمہاری تصویریں بھی اچھی آئیں گی" وہ اپنے ہاتھ ٹشو سے صاف کرنے لگی۔

"رُتبہ کتنی بار منع کیا ہے تمہیں،رزق کو یوں ضائع نہ کیا کرو" صالحہ بیگم افسوس بھرے انداز میں کہہ رہی تھیں،

www.novelsclubb.com

"مگر مجال ہے کہ تمہارے اِس موٹے دماغ میں کوئی بات آجائے" صالحہ بیگم کی بات پر حرم کی ہنسی چھوٹ گئ۔

"امی۔۔"رُتبہ تاسف بھری آواز میں بولی،

"آپ ہر بار اِس کی حمایت میں بولتی ہیں" وہ حرم کی جانب اشارہ کرتی بولی،

"ایسی کوئی بات نہیں ہے، میں صرف اُس کا ساتھ دیتی ہوں جو صحیح ہو، مگر ہاں یہ بات الگ ہے کہ اکثر تم ہی غلط ہوتی ہو" یہ بات کہتے وہ مسکرانے لگیں۔

"امی۔۔" صالحہ بیگم کی بات پر رُتبہ کا منہ اتر چکا تھا، اس نے ایک نظر اپنی بہنوں پر ڈالی، آبرو اور اِصباح اپنی ہنسی چھپانے کے ناکام کوشش کر رہی تھیں جبکہ حرم تو اپنی پوری بتیسی نکالے ہنس رہی تھی۔

"چلو اِصباح سب کو کیک ڈال کر دو" صالحہ بیگم نے اِصباح کو اپنی جانب متوجہ کیا،

"جی امی۔"اِصباح فوراً حرکت میں آتی سب کو کیک دینے لگی۔رُتبہ نے ایک نظر حرم کو دیکھا،جو مزے سے کیک کھانے میں مصروف تھی۔اتنی دیر میں اِصباح نے رُتبہ کو کیک کی پلیٹ تھمائی،اُس پلیٹ کو پکڑتے وہ دل ہی دل میں حرم سے بدلہ لینے کا منصوبہ بنا چکی تھی۔

---

رات کے 12 بجنے میں صرف پانچ منٹ باقی تھے۔پورے گھر میں مکمل تاریخی کا سماں تھا،امو جان کا کمرہ روشن تھا۔وہ بیڈ پر بیٹھی تھیں جبکہ اُن کے دونوں اطراف زاویار اور تاشفین کھڑے تھے۔وہ تینوں مدہم سرگوشیوں میں ایک دوسرے سے محو گفتگو تھے۔تین منٹ مزید گزر گئے،زاویار اُن دونوں کو کسی بات پر راضی کرنے میں مصروف تھا۔ مسلسل انکار کے بعد بلاآخر وہ دونوں اُس کی بات پر متفق ہوئے اور زاویار چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے نورِ فجر کے کمرے کی جانب چل پڑا اور زور زور سے اُس کے کمرے کا دروازہ بجانے لگا۔

12 بجنے میں صرف ایک منٹ باقی تھا، وہ دروازہ بجا کم پیٹ زیادہ رہا تھا۔کچھ لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا، فجر سامنے کھڑی تھی۔ نیند سے بوجھل آنکھیں، بکھرے بال، ملگجا حلیہ، وہ مسلسل اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش میں مصروف تھی۔زاویار نے موقع کا فائدہ اٹھاتے اپنے موبائل سے اُس کی تصویر کھینچ لی، نور نے نیم وا آنکھوں سے سامنے کھڑے زاویار کو دیکھا مگر وہ اُس کی حرکت نوٹ نہیں کر پائی،

"کیا مسئلہ ہے؟" وہ اپنی آنکھیں مسلسل کھولتی پوچھ رہی تھی۔

"اموجان۔۔۔" زاویار کی اداکاری شروع ہو چکی تھی، نور نے ایک دم آنکھیں کھولیں، ساری نیند ایک پل میں غائب ہوئی،

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا ہے اموجان کو" وہ متفکر لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"اُن کی طبیعت۔۔۔" زاویار اُس کی حالت دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا، اُس کی بات سنتے وہ فوراً اموجان کے کمرے کی جانب بھاگی، اسے بھاگتا دیکھ کر زاویار نے بھی اس

کے پیچھے قدم بڑھائے۔وہ کمرے میں پہنچی، کمرے میں اندھیرا تھا، عجلت کے عالم میں لائٹ آن کی، کمرہ خالی تھا۔

"اموجان کہاں ہیں زاوی؟"وہ اس کی جانب مڑتے پوچھنے لگی جو بمشکل اپنی ہنسی ضبط کررہا تھا۔

"وہ لاؤنج میں۔۔۔"اُس نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑا، لاؤنج کا لفظ سنتے ہی وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگی۔

"اموجان۔"اس کی آواز رندھ چکی تھی، وہ مسلسل انھیں پکارتے سیڑھیاں اتر رہی تھی، اُس نے ابھی آخری سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ لاؤنج کی تمام لائٹس ایک دم آن ہو گئیں، ایک دم روشنی پڑنے پر اس نے دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے، وہ آہستہ آہستہ ہاتھ ہٹاتے آنکھیں کھولنے لگی،

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو، ہیپی برتھ ڈے ٹو یو ڈیئر نور۔۔۔"اُسے انکھیں کھولتا دیکھ کر سامنے کھڑے تاشفین اور اموجان گنگنانے لگے، وہ اپنا منہ کھولے اُن کی جانب

دیکھ رہی تھی، وہ ابھی یہی سمجھنے میں مصروف تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے!

کہ زاویار جو اس کے قریب پہنچ چکا تھا، اپنا چہرہ اُس کے کان کے قریب کرتے

باآواز بلند چلایا،

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو چڑیل" اُس کی آواز پر نور ایک دم جھٹکا کھا کر اُس سے دور

ہوئی، وہ بوکھلا گئی تھی، اُس نے ایک نظر اُن تینوں کی جانب دیکھا پھر اپنا چہرہ دونوں

ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی، اُس کی اس حرکت پر تاشفین اور امو جان بھاگتے

ہوئے اُس کے قریب آئے،

"نور، نور بیٹا کیا ہوا؟" وہ اسے اپنے ساتھ لگائے پوچھ رہی تھیں۔

"نور بیٹا" وہ اس کے بال سہلانے لگیں، اسے مسلسل روتا دیکھ کر انھوں نے اس کا

چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے اپنی جانب کیا،

"کیا ہوا ہے میرے بچے کو؟" وہ اس کی آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھتے پوچھنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"ایسا مذاق۔۔ کون کرتا ہے؟"اس کی آواز رندھی ہوئی تھی،اس سے پہلے کہ امو جان کچھ بولتیں،زاویار کی آواز سنائی دی،

"لو جی، گئی بھینس پانی میں! یہاں غبارے پھلا پھلا کر میرا منہ درد کرنے لگا ہے اور میڈم صاحبہ کو سب مذاق نظر آرہا ہے"اُس کی بات سنتے نور نے غصے سے اس کی جانب دیکھتے اپنی آنکھیں صاف کیں،

"یہ فضول آئیڈیا ضرور تمہارا ہوگا، ہے نہ"وہ صوفے کے قریب آئی، جہاں وہ مزے سے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا،اس کی بات پر اس نے محض اپنے دانتوں کی نمائش کی۔

"ہاں بالکل،سارا آئیڈیا اسی کا تھا"تاشفین میدان میں آیا،اس کی بات پر زاویار کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آئی،

"آئیڈیا تو میرا تھا، مگر تمہارے عظیم بھائی جان بھی فوراً مان گئے تھے، ایک بار بھی انکار نہیں کیا" اس کی بات پر تاشفین نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا، جو جھوٹ بولتے آگ لگا کر اب مطمئن بیٹھا تھا۔

"بھائی مجھے آپ سے ایسی امید نہیں تھی" وہ پھر روہانسی ہوئی،

"ارے، ارے" تاشفین اس کے قریب آیا۔

"اچھا بابا، سوری، اب تو رونا بند کرو" وہ اس کو ساتھ لگائے کھڑا تھا جبکہ نظریں سامنے بیٹھے زاویار کو گھورنے میں مصروف تھیں۔

"بے مروت لڑکی، کم از کم ایک بار میری محنت تو دیکھ لیتی" زاویار اٹھ کر اُس کے قریب آیا اور لاؤنج کے دوسرے حصے میں ہوئی سجاوٹ کی طرف اشارہ کرتا بولا۔ نور نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا، لاؤنج کے اس حصے کو مکمل طور پر گلابی اور سیاہ رنگ کے غباروں سے سجایا گیا تھا، ہیپی برتھ ڈے نور کے غباروں کے عین سامنے ٹیبل پر ایک خوبصورت کیک رکھا گیا تھا، جس پر رکھے 22 کے

ہند سے دور سے ہی نظر آ رہے تھے۔ سجاوٹ واقعی قابل دید تھی مگر وہ نور ہی کیا جو زاویار کی محنت کو سراہتے اسے پھولنے کا موقع دے۔

"کیسا لگا؟" وہ اس کی جانب دیکھتا پوچھ رہا تھا۔ اُس کے بات پر وہ قدم اٹھاتی کیک کی جانب بڑھنے لگی، کیک کے قریب پہنچتے اس پر لکھے گئے الفاظ واضح ہوئے، کیک پر (ہیپی برتھ ڈے ڈیئر چڑیل) کے ساتھ ایک زبان چڑاتا ایموجی بنا ہوا تھا۔ نور کو ہنسی آئی مگر اپنی ہنسی ضبط کرتے اس نے سنجیدہ چہرہ بناتے زاویار کی جانب دیکھا،

"ٹھیک ہے"

"کیا! صرف ٹھیک ہے" اس کی بات پر زاویار کا منہ پھول گیا۔

"اچھی تھی مگر یہ جو تم نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے نہ، اس لیے اب صرف ٹھیک ہے" وہ منہ بناتی بولی،

" صحیح کہا تھا میں نے، بہت بے مروت لڑکی ہو تم" وہ بولتا ہوا اُس کے قریب آیا، عین اسی وقت تاشفین، زاویار کے پیچھے پہنچا، ایک چپت اس کے سر پر رسید کرتے اُسے پیچھے کیا،

"ہٹو یہاں سے، میری بہن کو تنگ مت کرو" اب منظر کچھ یوں تھا کہ کیک کے سامنے نور کھڑی تھی، اس کے دونوں اطراف میں امو جان اور تاشفین کھڑے تھے جبکہ سامنے ان سے کچھ فاصلے پر زاویار کھڑا ان کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"دن بہ دن، میرا اس بات پر یقین پختہ ہوتا جارہا ہے کہ یقیناً، میں سوتیلا ہوں" وہ اپنی آنکھوں میں نہ نظر آنے والے آنسو صاف کرتا بولا،

"زاوی، اب یہ ڈرامے بند کرو اور آؤ کیک کاٹیں، پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے" تاشفین سامنے دیوار پر لگی گھڑی کی جانب دیکھتا بولا،

"نہیں، پہلے مجھے بتایا جائے کہ میں سگا ہوں یا سوتیلا" اس کے ڈرامے جاری تھے، اس کی بات پر تاشفین نے اسے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ کھڑا کیا،

"چلو نور کیک کاٹو" تاشفین کے کہنے پر نور نے پہلے زاویار کو زبان چڑائی اور پھر کیک کے پاس رکھی چھری اٹھاتے، کیک کاٹنے لگی جبکہ اُس کے اطراف میں کھڑے وہ تینوں تالیاں بجاتے مدہم آواز میں گنگنا رہے تھے۔

---

لاشاری وِلا پر دوپہر اُتر چکی تھی۔ فیاض لاشاری اپنے کمرے میں موجود تھے، وہ بیڈ پر لحاف اوڑھے نیم دراز تھے، ان کے چہرے سے نقاہت واضح تھی، وہ دو دن سے شدید بیمار تھے۔ بیماری کے باعث اُن کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔ اعصابی تکان اُن کے چہرے سے عیاں تھی، وہ خلا میں کسی غیر مری نقطے کو دیکھ رہے تھے کہ فائقہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں، ان کے پیچھے قدسیہ تھی، جس نے اپنے ہاتھوں میں ایک ٹرے اٹھا رکھی تھی۔

"یہاں، ٹیبل پر رکھ دو" وہ فیاض صاحب کے قریب آئیں اور قدسیہ کو ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھنے کو کہا، قدسیہ ان کی بات سنتے آگے بڑھی اور ٹرے ٹیبل پر رکھ

دی۔فیاض صاحب نے ایک نظر اُن دونوں پر ڈالتے ٹرے کی جانب دیکھ،ٹرے میں رکھے باؤل میں موجود سوپ سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔فائقہ بیگم فیاض صاحب کے قریب پڑی کرسی پر بیٹھ چکی تھیں۔قدسیہ پر ایک نگاہ ڈالتے،اسے باہر جانے کا اشارہ دیتے،وہ فیاض صاحب کی جانب مڑیں،

"میں نے آپ کے لیے سوپ بنوایا ہے فیاض،آپ۔۔۔"

"شہریار اور شاہزین کہاں ہیں؟"فیاض لاشاری کی آواز نقاہت زدہ تھی مگر لہجہ سخت تھا۔سوال اتنا اچانک تھا کہ کچھ لمحے کے لیے تو فائقہ بیگم سمجھ ہی نہ سکیں کہ وہ ان کو کیا جواب دیں۔

"تم نے انہیں میری طبیعت کا بتایا تھا؟"ایک اور سوال،جواب میں ایک بار پھر خاموشی۔

"بتایا تھا یا نہیں؟"فیاض لاشاری نے اپنا سوال دہرایا،جواباً فائقہ بیگم نے ان کی جانب دیکھتے اثبات میں سر لایا۔

"اور وہ دونوں اتنے مصروف ہیں کہ ایک بار بھی مجھ سے، اپنے باپ سے، اس کا حال پوچھنے نہیں آئے" اُن کے لہجے میں اب غصے کے ساتھ افسوس بھی شامل ہو چکا تھا۔

"فیاض وہ۔۔۔"

"فائقہ کوئی وضاحت نہیں" انھوں نے ہاتھ اٹھاتے فائقہ بیگم کو بولنے سے روکا۔

"کیا ان دونوں کے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ وہ ایک بار اپنے باپ سے آکر یہی پوچھ لیں کہ وہ زندہ بھی ہے یا مر گیا!"

"فیاض ایسی باتیں تو مت کریں" ان کی بات پر فائقہ بیگم فوراً بول اٹھیں۔

"وہ دونوں۔۔" فیاض صاحب کھانسنے لگے، فائقہ بیگم نے تیزی سے اٹھتے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلتے، گلاس ان کے ہونٹوں سے لگایا۔

"شاہزین تو شہر سے باہر ہے، اس لیے وہ آپ کے پاس نہیں آ سکا" ان کی بات پر فیاض صاحب نے ان کی جانب دیکھا،

"اور شہریار۔۔؟" اس بار فائقہ بیگم کے پاس کوئی دلیل بھی نہ تھی۔

"مجھے معلوم ہے فائقہ، وہ ابھی تک دو دن پہلے والی بات نہیں بھولا جبکہ غلطی سراسر اس کی تھی مگر۔۔۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکے،

"بجائے اپنی غلطی پر شرمندہ ہونے کے، وہ ابھی تک اس تھپڑ کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر بیٹھا ہے"

"فیاض، چاہے غلطی اس کی تھی مگر آپ نے بھی اُس پر ہاتھ اٹھا کر صحیح نہیں کیا" فائقہ بیگم کے دل میں موجود بات آخر ان کی زبان پر آ گئی،

"کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟" فیاض صاحب کے سوال پر فائقہ بیگم نے اُن کی جانب دیکھا،

"فیاض، جوان اولاد پر ہاتھ اٹھانا، کہاں کی سمجھداری ہے! آپ۔۔۔"

"چاہے اولاد جو مرضی کرتی پھرے" فیاض صاحب نے ان کی بات سختی سے کاٹی،

"فیاض، آپ تحمل سے میری بات سمجھنے کی کوشش کریں" وہ کرسی سے اٹھتیں بیڈ پر اُن کے قریب آ بیٹھیں۔

"ہمارا تعلق سوسائٹی کی جس کلاس سے ہے، آپ اچھی طرح جانتے ہیں فیاض، اور اُس کلاس میں وہ سب عام ہے اگر شہری۔۔۔" ان کی بات پر فیاض صاحب ایک دم اٹھ بیٹھے،

"فائقہ میری ایک بات یاد رکھنا" فیاض صاحب کا لہجہ سخت تھا۔

"اگر ہماری اولاد کسی گڑھے میں کود رہی ہو، تو اُسے روکنا ہمارا فرض ہے، پھر چاہے ہمارا تعلق سوسائٹی کی کسی بھی کلاس سے کیوں نہ ہو" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بول رہے تھے۔ کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے۔

"مگر فیاض۔۔"فیاض صاحب نے افسوس سے آنکھیں بند کیں، وہ دیوار سے سر پھوڑ رہے تھے۔

"مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی فائقہ، بہتر ہو گا تم یہاں سے چلی جاؤ" وہ دوبارہ بیڈ پر لیٹ گئے۔

"مگر، سوپ۔۔۔"فائقہ بیگم نے ایک نظر ٹھنڈے پڑے سوپ کی جانب دیکھا،

"تمہیں معلوم ہے، مجھے اپنی بات دہرانا پسند نہیں" وہ آنکھیں موندے بول رہے تھے، ان کی بات پر فائقہ بیگم خاموش ہو گئیں اور اپنی جگہ سے اٹھتے ٹرے اٹھانے لگیں، ٹرے اٹھاتے انہوں نے ایک آخری نظر فیاض صاحب پر ڈالی اور دروازے کی جانب چل پڑیں۔

---

کمرے کی لائٹ آن کرتے، اس کا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ وہ آگے بڑھتا بیڈ کے قریب آیا اور بیڈ پر بیٹھتے اپنے شوز اتارنے لگا، کہ اُس نے کمرے میں نور داخل ہوئی۔ نور کے داخل ہوتے، اُن دونوں کی نظریں ملیں۔ نور کمرے میں داخل ہوتے اس کی الماری کی جانب بڑھی اور ہر چیز کو اِدھر اُدھر کرنے لگی۔

"ارے، ارے کیا ڈھونڈ رہی ہو؟" اس کی اس حرکت پر زاویار، جو ابھی صرف ایک ہی جوتا اتارنے میں کامیاب ہوا تھا، دوسرا جوتا پہنے اس کی جانب لپکا،

"اپنا گفٹ، جو بقول تمہارے تم نے مجھے گھر آ کر دینا تھا، وہ ڈھونڈ رہی ہوں" نور نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا، اپنی بات کہی اور دوبارہ اس کی الماری میں جگہ جگہ ہاتھ مارنے لگی۔

"ارے رکو تو صحیح!" زاویار نے اسے پیچھے کی جانب کھینچتے بیڈ پر بٹھایا۔

"میں بس ابھی، تمہیں تمہارا گفٹ دینے ہی والا تھا" وہ نور کی غصے بھری نگاہیں خود پر پڑتی دیکھ کر بولا،

"لاؤ پھر، دو مجھے "نور نے اُس کے آگے اپنی ہتھیلی پھیلائی،

"اتنی بے صبری کیوں ہو رہی ہو؟ دے رہا ہوں نہ، ابھی تم نیچے جاؤ، میں تمہارا گفٹ لے کر آتا ہوں" وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسے کھینچتے ہوئے بیڈ سے اٹھانے لگا۔

"پکا!" نور کی بات پر زاویار کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر دیوار میں دے مارے۔

"اب کیا سٹیمپ پیپر پر لکھ کر دوں"

"نہیں اُس کی ضرورت نہیں" نور نے اس سے اپنا بازو چھڑایا اور دروازے کی جانب چل پڑی،

"پکا نہ!" وہ دروازے میں کھڑی، چہرے پر شرارتی مسکان سجائے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں میری ماں، پکا" زاویار کی بات پر وہ ہنستی ہوئی باہر چلی گئی جبکہ پیچھے کھڑا زاویار مسکرایا، شیطانی مسکراہٹ!

بیڈ پر بیٹھتے اس نے اپنا دوسرا شوز اتارا اور پاؤں چپل میں قید کرتے اٹھا، الماری کی جانب بڑھا، الماری کے سب سے آخری حصے سے ایک شاپنگ بیگ نکالا، ایک نظر شاپنگ بیگ کے اندر ڈالتے، اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"اب آئے گا مزہ!" وہ مزے سے کہتا کمرے سے باہر چل پڑا اور سیڑیاں اترتا لاؤنج میں آیا، جہاں نور، تاشفین اور امو جان کے ساتھ بیٹھی، اپنی کہانیاں سنانے میں مصروف تھی۔

"ہیلو گائز" زاویار نے اُن سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"یہ لو میڈم اپنا گفٹ!" اس نے بیگ نور کی جانب بڑھایا، نور نے مسکراتے ہوئے بیگ پکڑا اور اس کے اندر دیکھنے لگی،

www.novelsclubb.com

"واہ بھئی واہ، ایک بھی نہیں دو دو گفٹس" زاویار صوفے پر تاشفین کے برابر میں بیٹھ گیا۔

"کھول لوں؟" نور کا بے وقوفانہ سوال۔

"نہیں میوزیم میں رکھوادو" زاویار کے جواب پر نور نے منہ بنایا مگر پھر خوشی خوشی بیگ میں سے پیکٹس نکالنے لگی۔ وہ دو پیکٹ تھے، نور نے پہلا پیکٹ پکڑا، جس پر گلابی رنگ کا کور چڑھا تھا۔ پیکٹ کھولتے اس کے چہرے پر چھائی مسکراہٹ غائب ہوئی، وہ باداموں کا ایک پیکٹ تھا۔

"یہ کیا ہے؟"

"بادام ہیں"

"یہ کیسا گفٹ ہے؟" نور کے چہرے پر غصہ چھانے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ خاص گفٹ ہے، فرسٹ اپریل کو پیدا ہونے والے لوگوں کے لیے کیونکہ۔۔۔" ڈرامائی ساوقفہ دیتے، وہ نور کی جانب دیکھتا مسکرایا،

"فرسٹ اپریل یعنی اپریل فول کو پیدا ہونے والے لوگوں کا دماغ ذرا چھوٹا ہوتا ہے" اُس کی اِس بات پر نور کے غصے کو اور ہوا ملی، پاس بیٹھے تاشفین اور اموجان اپنی ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ نور کچھ کہتی زاویار بول پڑا۔

"دوسرا گفٹ تو کھولو، وہ یقیناً تمہیں بہت پسند آئے گا" اس کی بات پر نور نے پہلے باداموں کا پیکٹ اس کی جانب پھینکا اور پھر دوسرے پیکٹ کی جانب پلٹی،

"اگر اس میں کچھ ایسا ویسا ہوا، تو پھر تم دیکھنا" وہ وارن کرتی نگاہوں سے اسے دیکھتی، دوسرا پیکٹ کھولنے لگی۔

"رکو میں کھولتا ہوں" زاویار وہ پیکٹ اس کے ہاتھوں سے لیتا بولا، کچھ دیر بعد پیکٹ کھل چکا تھا۔ وہ ایک فوٹو فریم تھا مگر اس کے اندر نصب تصویر نور کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"یہ فریم میں نے خاص تمہارے لیے بنوایا ہے، اسے اپنے کمرے میں لگانا"

"دکھاؤ تو سہی" نور نے فریم اس کے ہاتھ سے لینا چاہا۔

"پہلے وعدہ کرو کہ تم اِسے اپنے کمرے میں لگاؤ گی"

"ہاں بھئی وعدہ کرتی ہوں، لگالوں گی، اب دکھاؤ مجھے" نور جھنجلائے ہوئے انداز میں بولی،

www.novelsclubb.com

"آپ دونوں گواہ رہیے گا" وہ اموجان اور تاشفین کی جانب دیکھتا بولا اور فریم نور کو پکڑاتے، اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھانے لگا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کیا ہونے والا ہے

نور نے فریم پکڑتے اپنے سامنے کیا، اس کے چہرے کے تاثرات بدلے ! جہاں کچھ دیر پہلے خوشی اور تجسس کے ملے جلے تاثرات موجود تھے، اب وہاں غصے اور افسوس کے ملے جلے تاثرات اپنی جگہ بنا چکے تھے۔

"زاوی۔۔۔" وہ چلائی کیونکہ اُس کے ہاتھ میں موجود فریم میں اُس کی وہی تصویر تھی، جو زاویار نے کل رات لی تھی، جس میں نور صحیح معنوں میں چڑیل معلوم ہو رہی تھی۔

---

وہ گیٹ کے بالکل سامنے کھڑی تھی، اسے یہاں کھڑے پانچ منٹ گزر چکے تھے مگر اُس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ آگے بڑھ کر گھر کے قریب جاتی۔ اُس کے اعصاب جواب دینے لگے تھے۔

وہ کس منہ سے اُن کا سامنا کرے گی !

کیا وضاحت دے گی وہ اپنے اُس گناہ کی !

اس کا دل یہاں سے بھاگ جانے کو چاہ رہا تھا مگر آج اُس کے پاس اور کوئی راستہ موجود نہ تھا، اپنی تمام تر قوت جمع کرتی وہ آگے بڑھی اور بیل کے بٹن پر ہاتھ رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد اُسے گیٹ کی طرف بڑھتے قدموں کی آواز سنائی دینے لگی، اُسے اپنے دل کی دھڑکن اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی، بڑھتے قدم دروازے کے قریب آکر رک گئے۔ سبرینہ کو لگا اس کی سانسیں بھی رک گئیں۔ دروازہ کھلا، سبرینہ نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں، چھ ماہ بعد آج وہ اپنے ماں باپ کو دیکھنے والی تھی۔ دروازہ کھلنے کے بعد بھی جب کوئی آواز پیدا نہ ہوئی تو وہ آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولنے لگی، اس نے آنکھیں کھولتے سامنے دیکھا، مگر سامنے نہ تو احمد صاحب کھڑے تھے نہ سکینہ بیگم بلکہ سامنے ایک 34،35 سالہ عورت کھڑی تھی۔ جو بہت غور سے سبرینہ کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ۔۔آپ۔کون؟" سبرینہ بے ساختہ بول اٹھی،

"یہ سوال تو مجھے آپ سے پوچھنا چاہیے کہ آپ کون ہیں؟" وہ عورت سبرینہ کو جواب دیتے بولی، جبکہ سبرینہ تو شاک کی کیفیت میں جا چکی تھی۔ اُس کے دماغ

میں ایک سوال ہتھوڑوں کی مانند برسنے لگا تھا کہ آخر سکینہ بیگم اور احمد صاحب کہاں ہیں!

"ایکسکیوز می" وہ عورت سبرینہ کو کھویا ہوا دیکھ کر اُس کے چہرے کے سامنے ہاتھ ہلاتی بولی، جس پر سبرینہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔

"آپ کو کس سے ملنا ہے؟" وہ سبرینہ کو خاموش دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"مجھے۔۔وہ۔۔۔" اُس کی زبان سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ ایک دن اپنے ہی گھر کے سامنے اجنبی بن کر کھڑی ہو گی۔اس نے اُس عورت کی جانب دیکھا، جو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ مجھے۔۔۔احمد صاحب۔۔۔" اس کی زبان صرف اتنے ہی الفاظ ادا کر پائی۔

"اوہ، اچھا، میں سمجھ گئی" اس عورت نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"انہیں تو یہاں سے گئے چھ ماہ ہو چکے ہیں" سبرینہ کے لیے یہ انکشاف بھاری تھا۔

"کیا مطلب کہاں گئے ہیں؟"اس نے دوبارہ سوال کیا۔

"جہاں تک مجھے علم ہے،اُن کی بیوی تو اپنی بہن کے گھر چلی گئی تھیں۔"وہ عورت ایک کے بعد ایک انکشاف کر رہی تھی۔

"اور احمد صاحب۔۔۔؟"

"ان کا تو چھ ماہ پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا"سبرینہ کو لگا کسی نے اُس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی ہو،اس کے قدم لڑکھڑا گئے۔

"کب؟"اس کی آواز میں درد تھا۔یہ انکشاف پچھلے تمام انکشافات سے بھاری اور جان لیوا تھا۔اسے اپنا آپ کسی گہری کھائی میں گرتا محسوس ہوا۔

www.novelsclubb.com

"زیادہ تو نہیں معلوم مگر لوگوں سے یہی سنا ہے کہ اُن کی بیٹی اپنی شادی کے دن گھر سے بھاگ گئی تھی،اور وہ اُس کا صدمہ برداشت نہیں کر سکے اور چل بسے"وہ عورت اپنی آواز ذرا دھیمی کرتی بول رہی تھی،سبرینہ کو لگا کسی نے بھری محفل میں ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا ہو۔

"لوگ تو یہ بھی کہہ رہے تھے کہ۔۔۔" وہ عورت آگے کیا کیا کہہ رہی تھی، سبرینہ کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔اس کے کانوں میں اس عورت کے کہے گئے تمام جملے گونج رہے تھے۔وہ اپنا وجود ایک جانب گھسیٹنے لگی،اُسے آسمان اور زمین اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتے محسوس ہو رہے تھے۔اُس کا ہاتھ بے اختیار اپنی آنکھوں تک گیا،اُس کی آنکھیں آج خشک تھیں، صدمہ بہت بڑا تھا مگر وہ اَس قابل نہ تھی کہ وہ اُن کے لیے ایک آنسو بھی بہا پاتی۔اُسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ آس پاس سے گزرتے لوگ اسے ہی دیکھ رہے ہیں اور سب مل کر اسے احمد صاحب کی موت کا ذمہ دار ٹھہرا رہے ہیں۔

کیا وہ واقعی اُن کی موت کی ذمہ دار تھی؟اس کے سوال پر اُس کے روم روم نے گواہی دی تھی کہ ہاں!

**"وہی احمد صاحب کی موت کی ذمہ دار تھی"**

---

وہ اس وقت جائے نماز پر بیٹھی، دونوں ہاتھوں کو اٹھائے دعا مانگ رہی تھی۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ کچھ دیر اسی حالت میں رہنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتے آمین کہا اور آنسو صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ جائے نماز کو تہہ کرتے پاس پڑی کرسی پر رکھا اور اپنے چہرے کے گرد لپٹا دوپٹا کھولتے وہ آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ اپنے عکس پر ایک نگاہ ڈالی، آنکھوں کے نیچے موجود ہلکے، زرد پڑتی رنگت، آنکھوں میں ویرانی ہی ویرانی، کمزور جسم، وہ حفصہ تھی! صالحہ بیگم اور حیات صاحب کی سب سے بڑی بیٹی۔

آئینے پر آخری نگاہ ڈالتے وہ دروازے کی جانب پڑی، دروازہ کھولتے اس کی سماعت سے کچھ آوازیں ٹکرائیں، وہ اُن آوازوں کو بخوبی پہچانتی تھی۔ اس نے دروازہ دوبارہ بند کر ڈالا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی، بیڈ پر آ بیٹھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اس وقت باہر اُس کی ساس محلے کی چند عورتوں کے ساتھ بیٹھی باتوں میں مصروف ہیں اور گفتگو کا موضوع اُس کی ذات اور اُس کی ذات کے عیب ہیں۔ اُس کی آنکھیں

www.novelsclubb.com

ایک بار پھر بھیگنے لگی تھیں مگر سختی سے آنسو صاف کرتے وہ گرنے کے انداز میں بیڈ پر لیٹ گئی۔اُس کی نظریں چھت پر جا ٹکیں، پچھلے چھ سالوں کے منظر اُس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔

اس کی شادی حیات صاحب نے اُس کی ڈگری مکمل ہوتے ہی اپنے دوست کے بیٹے (عادل) سے کر ڈالی تھی۔وہ اچھے لوگ تھے، صرف نکاح کے بندھن میں بندھنے سے پہلے تک! خوشیوں کے معنی تو وہ چھ سالوں میں بھول چکی تھی۔شادی کے پہلے دن سے لے کر اب تک اس کی زندگی میں کوئی ایک دن بھی ایسا نہ تھا جس دن اُس کی ذات میں خامیاں تلاش کرتے اُسے نشانہ نہ بنایا گیا ہو۔شادی کے ایک ماہ بعد ہی اسے اپنے سسر کے جنازے پر اس بات کا علم بھی ہو چکا تھا کہ اُس کا شوہر، اُس کا ہمسفر، پہلے دن سے ہی اِس رشتے سے ناخوش تھا اور زبردستی بنائے گئے رشتے کیسے ہوتے ہیں اسے بخوبی اندازہ ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

شادی کے کچھ ماہ بعد حیات صاحب کا انتقال اس کے لیے کسی قیامت سے کم نہ تھا، میکے میں باپ کا سہارا تھا، اور اب وہ سہارا بھی اس سے چھن چکا تھا۔ واپسی کی تمام راہیں بند ہوتی دکھائی دینے لگی تھیں کیونکہ وہ اپنے گھر کے حالات سے واقف تھی۔ عادل نے آج تک اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا، نہ کبھی اُس کو برا بھلا کہا، مگر آج بھی اُن کا رشتہ بہت کمزور تھا۔ ضروری نہیں کہ ایک مرد اگر اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھاتا ہو یا اسے مارتا پیٹتا ہو، تب ہی وہ عورت اذیت کا شکار ہو گی بلکہ اگر ایک شوہر اپنی بیوی کو توجہ نہ دے، اُس کا وجود اُس کے لیے کوئی معنی نہ رکھتا ہو، اُسے اپنے معاملات میں مداخلت کی اجازت نہ دیتا ہو، غیروں جیسا رویہ رکھتا ہو، محبت تو بہت دور اس کی عزت بھی نہ کرتا ہو تو اس اذیت کا اندازہ صرف وہی عورت لگا سکتی ہے جس پر یہ سب گزر چکا ہو۔

حفصہ کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی اُن کے رشتے میں کسی قسم کی کوئی بہتری نہیں آئی تھی، وہ ہر ممکن طور پر اِس رشتے کو نبھانے کے جتن میں مصروف

رہتی، اپنی ذات کی نفی کرتے ہر وقت دوسروں کو خوش کرنے میں مصروف رہتی تھی۔ شادی کو کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد اب معاملہ اولاد پر آچکا تھا۔

شادی کو دو سال گزر چکے تھے مگر کوئی خوشخبری موصول نہ ہونے کی صورت میں اُسے بانجھ قرار دیا جانے لگا تھا۔ طرح طرح کی دوائیاں، نسخے، حکیم، ڈاکٹرز، ٹیسٹ یہ سب اُس کی زندگی کا معمول بن چکے تھے۔ اس سے ملنے والے ہر انسان کی زبان پر صرف ایک ہی بات ہوتی تھی اور یہ باتیں سن سن کر وہ تنگ آچکی تھی مگر اُس کے پاس کوئی راستہ نہ تھا۔ اُس کے سارے ٹیسٹ ہر بار کلیئر آتے، مگر پھر بھی اولاد نہ ہونے کی ذمہ دار وہی ٹھہرائی جاتی۔ آبرو کے کہنے پر اُسے بھی یہ خیال آیا تھا کہ کیوں نہ ایک بار عادل کا بھی چیک اَپ کروالیا جائے۔ اس نے عادل سے بات کرنے کی کئی بار کوشش کی مگر ہر بار ہمت کی کمی کی وجہ سے ناکام رہی مگر ایک شام وہ یہ بات کرنے میں کامیاب ہوئی مگر حفصہ اپنے زندگی میں وہ شام کبھی نہیں بھول سکتی۔

اُس دن اس نے اپنے شوہر سمیت اپنے سسرال والوں سے اپنے، اور اپنے گھر والوں کے لیے جو الفاظ سنے تھے، وہ بیان کرنے کے قابل نہ تھے۔ اس رات کے بعد اس نے یہ بات اپنے دل و دماغ سے بالکل ختم کر ڈالی تھی۔ ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ بے اولادی کی ذمہ دار صرف عورت ہی ٹھرائی جاتی ہے، ہر قسم کا نقص صرف عورت سے ذات سے منسلک کیا جاتا ہے۔ بے قصور ہونے کے باوجود بھی اُس کی ذات کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں، جبکہ مرد کے بارے میں ایسی بات کہہ دینا بھی اک سزا بن جاتا ہے کیونکہ ہمارے معاشرے کی مطابق نقص صرف عورت میں ہو سکتا ہے مرد میں نہیں! اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ یہ بات، یہ منطق پھیلانے والی بھی دوسری عورت ہی ہوتی ہے۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی اذیتوں میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا تھا، پانچ سال گزر چکے تھے، یہ معاملہ بیٹھتے ہی اب ایک اور خطرہ لاحق ہو چکا تھا۔ اس کی ساس عادل کی دوسری شادی کروانے والی تھیں اور دوسری شادی کروانے کا مطلب حفصہ کی

طلاق تھی! ہر وقت کی ذہنی اذیت، ذہنی پریشانی اس کی زندگی کا حصہ بن چکی تھی۔اسے معلوم تھا کہ عادل تو شروع سے ہی اس شادی سے ناخوش تھا اور اب اسے اپنی خواہش پوری کرنے کا موقع ملنے والا تھا۔اُن کے رشتے کی ڈور ٹوٹ چکی تھی مگر حفصہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زخمی کرتے اس ڈور کو تھامے بیٹھی تھی۔شادی کے اِن چھ سالوں میں اُس کی ممکن کوشش رہتی تھی کہ وہ صالحہ بیگم ، آبرو اور اپنے گھر والوں کو اپنے معاملات، اپنے مسائل سے دور رکھیں کیونکہ وہ اُن کے مسائل میں مزید اضافہ نہیں چاہتی تھی۔ہر بار پوچھنے پر وہ یہی کہتی تھی کہ وہ خوش ہے! مگر جھوٹ تو آخر جھوٹ ہے، کبھی نہ کبھی تو اُسے عیاں ہونا ہوتا ہے۔

ایک بار فون کال کر پر ہی وہ اپنا ضبط کھو بیٹھی تھی اور صالحہ بیگم کو سب بتاتی چلی گئی، اتفاقاً وہ تمام باتیں ان کے پاس بیٹھی آبرو بھی سن چکی تھی۔اس سے اگلے دن ہی وہ حفصہ کو لینے اُس کے سسرال آئی تھی۔اُن کی اچھی خاصی تلخ کلامی ہوئی تھی، حفصہ کے سسرال والوں نے طلاق کی دھمکی دی تھی، آبرو تو کسی صورت

حفصہ کو اس کے سسرال چھوڑنے پر راضی نہ تھی مگر صالحہ بیگم کے بہت زیادہ اصرار کرنے والا وہ ہار مان گئی تھی۔آبرو اسے اکثر کہتی کہ وہ اپنے لیے خود سٹینڈ لے ،اگر وہ خود اپنی ذات کے لیے لڑے گی تو کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر پائے گا مگر وہ آبرو کی طرح بہادر نہیں تھی،وہ بزدل تھی۔اسے معلوم تھا کہ ہمارا معاشرہ سٹینڈ لینے والی عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے!ان کے بارے میں کیا کیا کہا جاتا ہے!

دن گزرتے جارہے تھے،اسے اپنی زندگی کا مقصد صرف صبر ، صبر اور صبر کرنا ہی لگتا تھا۔گزرے دنوں میں ایک بار پھر حفصہ کی طبیعت بہت شدید خراب ہو گئی تھی مگر اُس کی زندگی،اس کی جان کی یہاں فکر تھی ہی کسے!

"حفصہ،حفصہ، کہاں ہو ادھر آؤ"اُسے ان گہری سوچوں کے محور سے اُس کی ساس کی آواز نے نکالا،وہ فوراً اٹھ بیٹھی،اس کا چہرہ پھر بھیگ چکا تھا،جلدی جلدی اپنے

دوپٹے سے اپنے آنسو خشک کرتے، وہ دوپٹہ سر پر ڈالے باہر کی طرف بڑھ گئی، جہاں اُسے صرف صبر کرنا تھا۔

---

لاشاری ٹیکسٹائلز کی بلند و بالا عمارت سورج کی روشنی میں چمک رہی تھی۔ کام کے اوقات تھے، لوگ مسلسل اندر باہر آجا رہے تھے، بلڈنگ کی چوتھی منزل کے ایک وسیع کمرے میں اس وقت شاہزین لاشاری موجود تھا۔ وہ راکنگ چیئر پر بیٹھا موبائل پر کسی کا نمبر ملانے میں مصروف تھا، ایک ہاتھ میں سگریٹ پکڑے، وہ وقفے وقفے سے گہرے کش لگاتا، سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑ رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح بالوں کو پونی میں قید کیے، وہ اس وقت سیاہ رنگ کے پینٹ کوٹ میں موجود تھا۔ ٹائی کی ناٹ کو ڈھیلا کر رکھا تھا، سیاہ کوٹ چیئر کی پشت پر ڈال رکھا تھا۔ وہ فون کو کان سے لگائے بیٹھا تھا، بیل جا رہی تھی مگر دوسری جانب سے کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا، اُس نے کال کاٹتے موبائل ٹیبل پر رکھ دیا اور بچی کچی سگریٹ کو ایش ٹرے

www.novelsclubb.com

میں ڈالنے لگا۔ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اس کا فون بجنے لگا،اس نے موبائل کی جانب دیکھا، سکرین پر جگمگاتا نام دیکھتے اُس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے، ہاتھ آگے بڑھاتے اس نے کال کاٹ دی، فون دوبارہ بجنے لگا اس نے دوبارہ کال کاٹ دی۔چار بار اس نے مسلسل یہی حرکت دوہرائی کیونکہ کال کرنے والا انسان ایک ہی تھا۔پانچویں دفعہ فون بجنے پر اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھاتے، کال اٹینڈ کی اور فون سپیکر پر ڈال دیا،دوسری جانب سے غصے بھری آواز آنے لگی، وہ آواز نسوانی آواز تھی۔اس کی بات سنتے شاہزین ہنستے ہوئے اسے جواب دینے لگا۔ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک اس کا سیکرٹری اس کے روم میں داخل ہوا، شاہزین کے ماتھے پر بل پڑے،اس نے موبائل اٹھاتے سپیکر آف کیا اور موبائل اپنے کان سے لگایا،

"میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں، مِشی" یہ کہتے اس نے کال کاٹ دی۔موبائل واپس ٹیبل پر رکھتے اس نے غصے بھری نگاہیں سامنے کھڑے سیکرٹری پر ڈالیں،

www.novelsclubb.com

تمہیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی، کہ کسی کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے "

"دروازہ بجایا جاتا ہے

"سوری سروہ۔۔۔"

کیا سوری! ہر بار غلطی کر کے سوری بولنے سے سب ٹھیک نہیں ہو جاتا، تم "

"لوگوں کو میں۔۔۔

"سروہ یہ عارف۔۔۔۔ آپ سے ملنا چاہتا تھا، میں نے اِسے بہت روکا مگر یہ میری بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا" اس کا سیکرٹری اس کی بات کاٹتا بولا، شاہزین نے اس کے پیچھے کھڑے عارف کو دیکھا،

وہ لاشاری ٹیکسٹائلز کا ایک بہت پرانا ایمپلائی تھا، اس کی عمر تقریباً 50 کے قریب تھی۔ وہ کچھ قدم آگے بڑھتا شاہزین کے سامنے آیا،

"بولو کیا مسئلہ ہے؟" وہ راکنگ چیئر پر جھولتا ہوا بول رہا تھا۔

"صاحب میرا بچہ۔۔۔بہت بیمار ہے صاحب "اس کا لہجہ لڑکھڑاہٹ کا شکار تھا۔شاہزین کچھ دیر اسے دیکھتا رہا،

"تو میں کیا کروں؟"وہ نخوت سے بولا،

"صاحب اس کے علاج کے لیے کچھ پیسے چاہیے صاحب،وہ اسپتال میں ہے،ڈاکٹر اس کا علاج نہیں کر رہے،وہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے بل ادا کرنا پڑے گا"وہ کچھ قدم آگے بڑھاتا بولا،

"اور کچھ"شاہزین کے چہرے پر ناگواری تھی،اسی لمحے فواد اس کے آفس میں داخل ہوا۔

www.novelsclubb.com

"صاحب،اگر آپ کچھ پیسے ادھار کے طور پر دے دیتے ہیں تو میرے بچے کی جان بچ جائے گی صاحب"اس کے لہجے میں لاچاری تھی،بے بسی تھی۔

"اور کچھ کہنا ہے یا بس یہی"

"صاحب خدا کا واسطہ، میری مدد کر دیں" وہ گڑگڑانے لگا تھا۔

"میں کیسے یقین کر لوں کہ تمہارا بیٹا واقعی بیمار ہے، تم مجھ سے جھوٹ نہیں بول رہے!" شاہزین بھنویں اُچکاتا اس سے پوچھنے لگا،

"صاحب آپ میرا یقین کریں، میں آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گا، آپ چاہیں تو میرے ساتھ اسپتال چل کر دیکھ لیں۔۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے، میرے پاس اتنا فارغ وقت ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ ہاسپٹل جاتا پھروں" شاہزین نخوت سے بولا،

"صاحب، آپ فیاض صاحب سے پوچھ لیں، میں جھوٹ نہیں بولتا۔۔۔"

"تم لوگ میرے باپ کو تو بے وقوف بنا سکتے ہو، مجھے نہیں، اس لیے جتنی جلدی ہو سکے میری نظروں کے سامنے سے غائب ہو جاؤ" شاہزین شدید غصے میں آ چکا تھا۔

"صاحب، آپ۔۔۔"

"عاصم "اس نے اپنے سیکرٹری کو بلایا،

"جتنا جلدی ہوسکے، اِسے میرے سامنے سے لے جاؤ، ورنہ اِس کو بتادو کہ اگر یہ دو منٹ تک یہاں سے نہیں گیا، تو میں اسے فائر کردوں گا" شاہزین غصے سے بولا، اس کا سیکرٹری عارف کو اپنے ساتھ لے جانے لگا،

"صاحب خدا کا واسطہ ہے، صاحب۔۔۔" وہ شخص گڑگڑا رہا تھا، مگر اس کی منتیں، اس کے واسطوں کا شاہزین لاشاری پر کوئی اثر نہ تھا۔ سیکرٹری عارف کو لے کر جاچکا تھا۔ فواد شاہزین کے قریب آیا،

"شاہزین یار، ایک بار دیکھ تو لیتا، کیا پتا وہ واقعی سچ کہہ رہا ہو" وہ چیئر پر بیٹھتا شاہزین کو مخاطب کرتا بولا، اس کی بات پر شاہزین نے اپنی چیئر کا رخ اس کی چیئر کی جانب موڑا،

"ہو سکتا ہے وہ سچ بول رہا ہو مگر۔۔۔" وہ لمحے بھر کو رکا, فواد کی آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑتے بولا،

"نوکروں کو اگر زیادہ چھوٹ دے دی جائے، تو وہ جوتوں سمیت سر پر چڑھ جاتے ہیں" وہ ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرتا واپس اپنی کرسی دوسری جانب موڑ چکا تھا۔

---

وہ چابی کو مسلسل تالے میں گھما رہی تھی مگر تالا کھل نہیں رہا تھا۔اس کے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے، تین بار تو چابی اس کے کانپتے ہاتھوں سے گر چکی تھی۔ بالآخر تالا کھل گیا،وہ نہایت تیزی سے اندر داخل ہوئی،دروازہ بند کیا۔وہ کیسے گھر پہنچی تھی،اسے خود بھی معلوم نہ تھا۔دروازہ بند کرتے اس کے اعصاب جواب دے گئے تھے،وہ وہیں دروازے کے قریب زمین پر بیٹھتی چلی گئی،اس کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہو چکی تھی،اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا دل پسلیاں توڑ کر

باہر آجائے گا،اس کی آنکھیں جو تب سے خشک تھیں،اب ان میں بھی نمی پیدا ہونے لگی تھی۔

یہ کیا ہو گیا تھا!

اس نے ایسا تو نہ سوچا تھا!

اس کی غلطی کی سزا کیا اتنی بڑی تھی!

اسے بھول چکا تھا کہ فیضی نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا،وہ بھول چکی تھی کہ اس کے ساتھ اب ایک ننھی جان منسلک ہے،وہ سب بھول چکی تھی،یاد تھا تو صرف یہ کہ وہ اپنے باپ کی موت کی ذمہ دار ہے!

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی،کاش یہ زمین پھٹ جاتی اور وہ اس کے اندر دھنس جاتی،کاش!

وہ کتنی بد قسمت تھی کہ اُسے اپنے باپ کا آخری دیدار بھی نصیب نہیں ہوا تھا بلکہ اس سے بڑی بد نصیبی تو یہ تھی کہ احمد صاحب اپنے آخری وقت میں اس سے سخت ناراض تھے۔ وہی انہیں اس حالت میں پہنچانے کی ذمہ دار تھی، اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آچکی تھی۔ نجانے کس خیال کے تحت اس نے پاس پڑے اپنے بیگ کو پکڑا اور کانپتے ہاتھوں سے زپ کھولنے لگی، زپ کھولتے اس نے اپنا موبائل نکالا اور اس پر انگلیاں چلانے لگی، کچھ دیر بعد اس کے ہاتھوں میں موجود موبائل پر ایک تصویر نمودار ہوئی، وہ احمد صاحب کی تصویر تھی، سبرینہ دیوانہ وار موبائل کی سکرین کو چومنے لگی، روتے روتے اس کی ہچکی بندھ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ابو۔۔۔ابو جان" اس کے لبوں سے یہ لفظ ادا ہوئے، اس کی آواز میں دکھ تھا، تکلیف تھی، درد تھا اور پچھتاوا تھا۔

وہ اب لاکھ چاہنے کے باوجود بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی، اس نے گناہ کیا تھا، اب کفارہ اسے ادا کرنا تھا!

موبائل کی سکرین پر اس کا ہاتھ لگتے، سکرین پر موجود تصویر تبدیل ہو گئی اور سبرینہ کے دماغ میں ایک دم جھماکہ ہوا، سکینہ بیگم!

وہ انہیں کیسے بھول سکتی تھی؟ وہ اس وقت کہاں ہوں گی؟ اس کے دماغ میں یہ سوال پیدا ہوتے ہی اس کے کانوں میں اس عورت کی آواز گونجی،

"ان کی بیوی تو اپنی بہن کے گھر جا چکی تھیں"

سکینہ بیگم، اسے ان سے ملنا تھا، انہیں اپنے گلے لگانا تھا، اسے معلوم تھا کہ اب اس کی معافی بہت مشکل ہے مگر وہ ان کے پاؤں پڑ جائے گی کہ چاہے وہ اسے معاف نہ کریں مگر ایک بار، صرف ایک بار اسے اپنے گلے لگالیں، مگر اسے معلوم نہ تھا کہ اس کی یہ خواہش بھی ادھوری رہ جائے گی۔

---

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی موبائل پر تیز تیز کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف تھی، گیلے بال شانوں پر بکھرے تھے۔اس کی ساری توجہ کا مرکز اس وقت وہ موبائل فون تھا۔ چہرے سپاٹ تھا، ہر جذبے سے عاری، دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل تھا کہ گفتگو خوشگوار ہے یا پریشان کن! حرم کی آواز نے اس کے توجہ اپنی جانب کھینچی،

"آپی، اشعر بھائی آئے ہیں، امی آپ کو بلا رہی ہیں" وہ دروازے پر کھڑی صالحہ بیگم کا پیغام آبرو کو دینے لگی، اشعر کا نام سنتے آبرو کے چہرے کے تاثرات بدلے،

"ٹھیک ہے تم چلو، میں آتی ہوں" حرم اس کی بات پر سر ہلاتی باہر بھاگ گئی۔اس نے ایک نظر سامنے رکھے ڈریسنگ کے آئینے میں خود کو دیکھا اور موبائل پر ایک آخری میسج ٹائپ کرتے موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔بیڈ سے اترتے، اپنے پاؤں سیاہ چپل میں قید کرتے، وہ قدم اٹھاتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی، اپنے چہرے کا بغور جائزہ لیا، پاس پڑا ہیئر کلپ اٹھاتے، اپنے بالوں میں لگایا۔بے شکن لباس کو مزید درست کرتے، بیڈ پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھایا اور نفاست سے سر پر لیتی، وہ لاؤنج کی

جانب چل پڑی۔لاؤنج میں داخل ہوتے اس کی نظر سامنے بیٹھے اشعر پر پڑی، سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنے وہ اس وقت صالحہ بیگم سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ان کی کسی بات پر مسکراتے ہوئے اس کی نظر آبرو پر پڑی، سیاہ رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس وہ اسی جانب آ رہی تھی۔آبرو نے نظریں اٹھا کر اُس کی جانب دیکھا، دونوں کی نظریں ملیں، اشعر کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا، آبرو سلام کرتی صالحہ بیگم کے پاس جا بیٹھی، اشعر نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں سلام کا جواب دیا۔

"بیٹا تم بیٹھو، میں ذرا نماز پڑھ لوں "اُس کو اپنے پاس بیٹھتا دیکھ کر صالحہ بیگم اٹھ کھڑی ہوئیں، آبرو کو معلوم تھا کہ وہ اُن دونوں کو تنہائی میں بات کرنے کا موقع دینا چاہتی ہیں۔آبرو نے انکی بات پر سر ہلایا۔

"کیسی ہو؟"اشعر اس کی جانب دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہوں"دو لفظی جواب۔ماحول میں خاموشی چھا گئی۔

"آپ کیسے ہیں؟" کچھ دیر بعد آبرو کی آواز نے خاموشی کے مجسمے کو ٹکڑوں میں تقسیم کیا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں" اشعر نے جواب دیا جبکہ نگاہوں کا مرکز سامنے بیٹھی سیاہ آنکھوں والی لڑکی تھی۔ کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے، ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہ ہوئی۔

"تمہاری جاب کیسی جا رہی ہے؟" اشعر نے اُسے دوبارہ مخاطب کیا جو نجانے اپنی گود میں رکھے اپنے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی انگلی سے کیا بنا رہی تھی۔

"اچھی جا رہی ہے" ایک بار پھر مختصر جواب۔

"تایا جان اور باقی سب کیسے ہیں؟" بار بار چھاتی خاموشی آبرو کو مناسب نہ لگی۔

"سب ٹھیک ہیں" اتنا بڑا تعلق ہونے کے باوجود بھی اُن کے درمیان بات کرنے کے لیے کوئی موضوع نہ تھا، کیونکہ تعلق بڑا ضرور تھا مگر مضبوط نہیں تھا!

اچانک کچھ یاد آنے پر اشعر نے اپنی دائیں جانب پڑا شاپنگ بیگ اٹھاتے آبرو کی جانب بڑھایا، اس کی اس حرکت پر آبرو نے سوالیہ نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا،

"پکڑو تو سہی" وہ بیگ کو مزید اس کی جانب کرتا ہوا بولا، اس کی بات پر آبرو نے آگے بڑھتے ہوئے وہ بیگ پکڑ لیا۔ وہ اس بیگ کو سائیڈ ٹیبل پر رکھنے لگی تھی کہ اُس کی سماعت سے اشعر کی آواز ٹکرائی،

"ارے، ارے، رکو، اِسے کھولو" اُس کی بات سنتے آبرو نے وہ بیگ اپنی گود میں رکھتے ایک نظر سامنے بیٹھے اشعر پر ڈالی اور بیگ میں موجود چیزیں دیکھنے لگی۔ اس نے ایک پیکٹ باہر نکالا، اور شاپنگ بیگ کو ایک سائیڈ پہ رکھا، اور سوٹ کو پیکٹ سے باہر نکالنے لگی، وہ ایک گلابی رنگ کی خوبصورت فراک تھی، جس کے ساتھ سیاہ چوڑی دار پجامہ، اور خوبصورت سادہ دوپٹہ تھا۔

"یہ تمہارے لیے" اشعر نے محض یہ الفاظ ادا کیے۔

"اس کی کیا ضرورت تھی؟" آبرو نے سوال کیا۔

"مارکیٹ گیا تھا، اس جوڑے پر نظر پڑتے ہی، تمہارا خیال آیا تو خرید لیا" آبرو جو دامن کے ڈیزائن پر ہاتھ پھیر رہی تھی، اس کا ہاتھ ایک پل کو تھما۔ اس نے ایک نظر اشعر پر ڈالی اور پھر فراک کے آستین دیکھنے لگی، جہاں موتیوں سے بنے خوبصورت ڈیزائن موجود تھے۔

"زیادہ ہیوی نہیں ہے" اشعر کی آواز پر آبرو نے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا،

"اب اِن چار سالوں میں تمہاری پسند، ناپسند کا اتنا اندازہ تو مجھے ہو چکا ہے" وہ مسکراتے ہوئے آبرو کی آنکھوں میں دیکھتا بات کر رہا تھا۔

"تھینک یو" آبرو نے مسکراتے ہوئے اُس کا شکریہ ادا کیا۔

"عید کے دن امی نے دعوت کا اہتمام کیا ہے، صالحہ چچی کو میں دعوت دے چکا ہوں، رابعہ پھپھو بھی آ رہی ہیں" وہ ایک لمحے کے لیے رکا،

"اگر تم اُس دن یہ پہنو گی، تو مجھے اچھا لگے گا" اُس کی نظروں کا مرکز وہ گلابی رنگ کا سوٹ تھا۔ یہ خواہش تھی یا گزارش، آبرو سمجھ نہ سکی۔ کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے، اس سے پہلے کہ آبرو کچھ کہتی، رُتبہ ہاتھوں میں ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی،

"السلام علیکم اشعر بھائی، کیسے ہیں آپ؟" وہ مسکراتے ہوئے کہتی، اُن کے قریب آئی، ٹرے ٹیبل پر رکھتے وہ آبرو کے ساتھ جا بیٹھی۔

"وعلیکم السلام، میں ٹھیک ہوں، آپ سنائیں ڈاکٹر صاحبہ کیسی ہیں؟" اشعر اب رُتبہ کی جانب متوجہ ہو چکا تھا، جبکہ پاس بیٹھی آبرو گہری سوچ میں گم ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

---

صبح سے موسم خوشگوار تھا، درختوں کے پتے ٹھنڈی ہوا میں جھوم رہے تھے، آسمان پر بادلوں کا بسیرا تھا۔ صبح سے شام ہو چکی تھی مگر بادلوں اور سورج کی آنکھ مچولی جاری تھی۔ لاہور کے ایک پوش علاقے میں ایک دو منزلہ مکان کے سامنے ایک

سیاہ رنگ کی گاڑی آرکی۔ گاڑی کے ہارن پر گیٹ اندر کی جانب سے کھولا گیا۔ سیاہ گاڑی گیٹ کے اندر داخل ہوئی، ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا، ایک دراز قد نوجوان باہر آیا۔ پائلٹ کا یونیفارم، پاؤں میں لانگ بوٹس، سر پر کیپ سجائے وہ اندر کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ کھڑی مغرور ناک، عنابی ہونٹ، ہلکی بڑی ہوئی شیو، ماتھے پر ہر وقت موجود رہنے والے بل، وہ آفاق قریشی تھا، رابعہ قریشی اور ارمغان قریشی کا بڑا بیٹا۔

لاؤنج کی دہلیز پر پہلا قدم رکھتے اس نے اپنے سر پر پہنی کیپ اتاری، بالوں میں ہاتھ پھیرتے آگے بڑھا، سیاہ بال ماتھے پر بکھر گئے۔

"بھائی آپ آگئے؟" سامنے سے آتی مہمل، آفاق کو دیکھتے چونکی، پھر رابعہ بیگم کو آواز دینے لگی،

"امی، امی، بھائی آگئے!" وہ اونچی آواز میں کہتی آفاق کے قریب آئی،

"بھائی کیسے ہیں آپ؟" وہ اپنے ہاتھ میں موجود ٹرے ٹیبل پر رکھتے پوچھنے لگی،

"میں بالکل ٹھیک ہوں گڑیا، تم بتاؤ کیسی ہو؟" وہ اپنی کیپ ٹیبل پر رکھتا مسکرایا۔

"میں بھی بالکل ٹھیک" مہمل مسکرائی، اتنی دیر میں رابعہ بیگم لاؤنج میں داخل ہوئیں، اُن پر نظر پڑتے آفاق اُن کی جانب چل پڑا،

"السلام علیکم امی" وہ مسکراتے ہوئے انہیں سلام کر رہا تھا۔ رابعہ بیگم اس کے قریب آئیں،

"وعلیکم السلام" اُن کی آواز رندھ چکی تھی۔

"امی دیکھیں، یہ اچھی بات نہیں ہے" وہ ان کی آنکھوں میں موجود آنسو دیکھتا بولا اور کچھ قدم آگے بڑھاتے ان کو گلے لگالیا۔

تمہاری فلائٹ کا سن کر مجھے لگا۔۔ ہر بار کی طرح اس بار بھی تم عید ہمارے ساتھ نہیں کروگے" وہ رو رہی تھیں۔

"اچھا امی، اب روئیں تو مت، دیکھیں اب تو میں آگیا ہوں نہ" وہ ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے ان کے آنسو صاف کر رہا تھا۔

"امی اگر اب آپ روئیں، تو میں واپس چلا جاؤں گا" وہ رابعہ بیگم کو مسلسل روتا دیکھ کر بولا، جس پر رابعہ بیگم نے خفگی سے اس کی جانب دیکھا،

"بدتمیز، ماں کو دھمکی دے رہے ہو" وہ اپنے آنسو صاف کرتی مسکرائیں۔

"توبہ، توبہ میری یہ مجال" وہ اپنے دونوں ہاتھ کانوں کو لگاتا رابعہ بیگم کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔انہوں نے نظر اٹھاتے اپنے بیٹے کی جانب دیکھا، اُس نے اپنے نقوش، عادات سب اپنے باپ سے چرائے تھے، وہ ہو بہو ارمغان قریشی کی کاپی تھا۔

"بھائی آپ فریش ہو جائیں، میں کھانا لگاتی ہوں، پھر سب ساتھ کھانا کھائیں گے" مہمل کی آواز پر رابعہ بیگم نے اس کی جانب دیکھا،

" صحیح کہہ رہی ہے مہمل، جاؤ تم فریش ہو جاؤ، پھر ساتھ کھانا کھاتے ہیں" وہ آفاق کو مخاطب کرتی بولیں،

"اوکے میڈم" وہ اپنا دایاں ہاتھ ماتھے کے قریب لے جاتے رابعہ بیگم کو سلیوٹ کرتے ہوئے بولا، اور قدم بڑھاتا اپنے کمرے کی جانب چلا گیا جبکہ رابعہ بیگم مسکراتے ہوئے اسے تب تک دیکھتی رہیں جب تک وہ ان کی نظروں سے وہ اوجھل نہیں ہو گیا۔

---

آٹا گوندھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، گندھا ہوا آٹا شیلف پر ایک جانب رکھتے اُس نے اپنے ہاتھ دھونے کے لیے نل کھولا، اُس نے ابھی اپنے ہاتھ دھونا شروع ہی کیے تھے کہ اُس کی سماعت سے اُس کا موبائل بجنے کی آواز ٹکرائی، وہ تیزی سے ہاتھ دھوتی، اپنے کمرے کی جانب چل پڑی جہاں اس کا موبائل پڑا تھا۔ وہ اپنے گیلے ہاتھ دوپٹے سے خشک کرنے لگی، اُس کے کمرے میں قدم رکھتے ہی موبائل کی آواز دم

توڑ گئی۔ وہ قدم اٹھاتی موبائل کے قریب آئی، موبائل اٹھاتے اسکرین پر نمودار ہونے والے نوٹیفکیشن پر مسڈ کال کے ساتھ لکھا نام دیکھنے لگی، کال آبرو کی تھی۔

اسے کچھ روز پہلے صالحہ بیگم کے ساتھ ہوئی اپنی گفتگو یاد آنے لگی، اس سے پہلے کہ وہ خود آبرو کو کال ملاتی، اس کا موبائل پھر سے بجنے لگا۔ سکرین پر جگمگاتا نام آبرو کا تھا۔ حفصہ نے کال اٹینڈ کرتے موبائل کان سے لگایا،

"السلام علیکم" وہ پاس پڑی کرسی کھینچتے اس پر بیٹھ گئی۔

"وعلیکم السلام آپی، کیسی ہیں آپ؟" کال کی دوسری جانب سے آبرو کی آواز اُبھری،

"میں ٹھیک ہوں آبرو، تم سناؤ کیسی ہو؟ اور باقی سب کیسے ہیں؟" حفصہ نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں اور باقی سب بھی بالکل ٹھیک ہیں"

www.novelsclubb.com

"امی کی طبیعت اب کیسی ہے؟"حفصہ کی آواز مدہم ہوئی،

"اللہ کا شکر ہے،اب وہ کافی بہتر ہیں،آپی آپ کی طبیعت اب کیسی رہتی ہے؟"آبرو کے سوال پر حفصہ کی نظر بے ساختہ آئینے کی طرف اٹھی،اس کا چہرہ اس کا حال بتانے کے لیے کافی تھا،صد شکر کہ آبرو اِس وقت اُسکا چہرہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"اللہ کا شکر ہے آبرو اب میں کافی بہتر ہوں"اُسے اِس وقت بھی ہلکا بخار تھا۔دوسری جانب اُس کا جواب سنتے،آبرو کو معلوم تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی تھی۔آبرو لہجے سمجھنا جانتی تھی۔کچھ مزید باتوں کے بعد آبرو بولی،"آپی مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے"حفصہ کے چہرے کا رنگ بدلا،وہ جانتی تھی کہ آبرو کیا بات کرنا چاہتی ہے۔

"ہمم بولو"حفصہ کی آواز سپیکر پر اُبھرتے آبرو بولنے لگی،

www.novelsclubb.com

"آپی کیا اِس بار آپ عید ہمارے پاس نہیں کر سکتیں، میں آپ کو لینے آجاؤں گی" آبرو کا لہجہ حفصہ سے مخاطب ہوتے بہت مختلف ہوتا تھا۔ اُس کا ضدی پن، مزاج کی سختی کہیں دور جا سوتی تھی، وہ حفصہ کے سامنے ایک مختلف آبرو ہوا کرتی تھی۔ کچھ دیر دونوں جانب خاموشی کا راج رہا۔

"آپی۔۔" آبرو کی آواز نے خاموشی کے مجسمے کو ٹکڑوں میں تقسیم کیا۔

"نہیں آبرو، یہ ممکن نہیں ہے" ہمیشہ کی طرح وہی انکار!

"کیوں آپی کیوں ممکن نہیں ہے، آپ کہیں تو میں عادل بھائی سے بات کر لیتی ہوں آپ۔۔۔"

"نہیں آبرو تم عادل سے بات مت کرنا، میں کہہ رہی ہوں نہ اس بار تو بہت مشکل ہے، دراصل۔۔" وہ رکی، اپنے الفاظ کو ترتیب دینے لگی۔

www.novelsclubb.com

"صبا(عادل کی بہن) کی بات پکی ہو چکی ہے، عید کے دو روز بعد ہی اُس کی منگنی کی تقریب ہے،اس صورتحال میں میرا آنا بہت مشکل ہے آبرو، گھر پر اتنا کام ہے اور تمہیں تو پتہ ہے کہ۔۔۔"الفاظ ختم ہو چکے تھے۔

"میں سمجھ گئی آپی"آبرو کے لہجے کی خفگی حفصہ محسوس کر چکی تھی۔

"آبرو ناراض مت ہونا، تم میری مجبوریوں سے بہت اچھے سے واقف ہو"وہ رکی۔

"تم سن رہی ہو نہ آبرو۔۔"وہ دوسری جانب چھائی خاموشی کو محسوس کرتے بولی،

"جی آپی"آبرو نے جواب دیا۔

"انشاءاللہ جیسے ہی میں اِن سب معاملات سے فارغ ہوتی ہوں میں خود عادل سے بات کروں گی، ٹھیک ہے!"

"جی آپی، جیسا آپ مناسب سمجھیں"آبرو کی آواز مدہم ہونے لگی تھی۔

"آبرو ناراض ہو گئی ہو؟"اُس کی آواز میں پوشیدہ خفگی کو بھانپتے حفصہ پوچھنے لگی،

"نہیں آپی، میں بھلا آپ سے کیوں ناراض ہوں گی، مجھے معلوم ہے آپ مجبور ہیں اور مجبوریاں اَن دیکھی زنجیروں کی مانند ہوتی ہیں، جنھیں صرف وہی انسان محسوس کرتا ہے مگر۔۔۔" وہ رکی، لہجہ تبدیل ہوا۔

"وہی انسان، اُن زنجیروں کو توڑنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے" حفصہ جانتی تھی کہ آبرو کا اشارہ کس جانب ہے۔

"تم صحیح کہہ رہی ہو آبرو مگر اُن زنجیروں کو توڑنے کا حوصلہ ہر کسی میں کہاں ہوتا ہے!" حفصہ کی بات پر آبرو خاموش ہو گئی۔

"اچھا آبرو اب میں فون رکھتی ہوں، عادل آنے والے ہوں گے اور مجھے ابھی کھانا بھی بنانا ہے۔"

"ٹھیک ہے آپی، اپنا بہت خیال رکھیے گا اللہ حافظ" آبرو کی آواز حفصہ کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"تم بھی اپنا خیال رکھنا اور سب کو میرا سلام دینا، اللہ حافظ "حفصہ نے یہ کہتے کال کاٹ دی اور گہری سانس لیتے اپنی آنکھوں میں موجود آنسو واپس اندر دھکیلتے اپنی جگہ سے اٹھتی کچن کی جانب چل پڑی جبکہ دوسری جانب موجود آبرو ایک بار پھر اپنی کوشش میں ناکام ٹھہری تھی۔

---

آج کا دن بہت گرم تھا، درختوں کے پتے مرجھا چکے تھے۔ وہ اپنی تمام تر ہمت جمع کرتی، آج سکینہ بیگم سے ملنے جا رہی تھی۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھی، مسلسل ایک ہی بات سوچ رہی تھی کہ وہ ان کا سامنا کیسے کرے گی!

ٹیکسی اب اس کی منزل کے قریب تھی، اس کی دھڑکنوں میں مزید روانی آچکی تھی، کچھ آگے جانے پر انہیں سامنے سے راستہ بند دکھائی دیا۔ سامنے ایک گھر کے آگے بہت لوگ جمع تھے، گاڑی گزرنے کا راستہ نہ تھا۔

"باجی آگے تو راستہ بند ہے "ڈرائیور سبرینہ کو مخاطب کرتا بولا،

www.novelsclubb.com

"میں دوسرے راستے۔۔۔"

"نہیں بھائی آپ رہنے دیں، میں دیکھ لیتی ہوں" وہ اس کی بات کاٹتی بولی اور ٹیکسی سے اترنے لگی۔ ڈرائیور کو کرایہ ادا کرتے اس نے اپنی چادر درست کی، اپنا چہرہ ڈھانپتے وہ قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی۔ وہ اب اس گھر کے قریب پہنچ چکی تھی۔ سامنے موجود گھر کی جانب دیکھتے اس کی نگاہیں پتھر کی ہو گئیں، وہ گھر اس کی خالہ کا ہی گھر تھا۔ نامحسوس طریقے سے اس کی گرفت اپنے ہاتھ میں پکڑے بیگ پر مضبوط ہوئی، اسکے دل و دماغ اسے کسی انہونی کی خبر دے رہے تھے۔ اسکے قدم پتھر کے ہو چکے تھے۔ اس میں مزید قدم بڑھانے کی سکت نہ تھی۔

www.novelsclubb.com

"بی بی اندر چلی جائیں" اسے وہاں کھڑا دیکھ کر پاس کھڑے مردوں میں سے ایک مرد اس کے قریب آتا بولا، سبرینہ کی زبان میں ایک لفظ بھی ادا کرنے کی ہمت نہ تھی، اس میں اتنی سکت ہی نہ تھی کہ وہ اس شخص سے پوچھ پاتی کہ مرنے والا کون ہے؟

وہ اپنا وجود گھسیٹتی اندر بڑھنے لگی، اسے آنے والے وقت سے خوف آرہا تھا، وہ اندر داخل ہوئی، اس کی سماعتوں سے آہوں، سسکیوں کی آوازیں ٹکرائیں، دو قدم مزید آگے بڑھائے تو اس کی سماعت سے ایک آواز ٹکرائی، وہ اُس آواز کو پہچانتی تھی، وہ اس کی خالہ کی آواز تھی، جو اونچی آواز میں رو رہی تھیں۔ وہ مزید آگے بڑھی، سامنے میت کو رکھا گیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موجود بیگ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا، دل کی دھڑکنیں تھم گئیں، اسے لگا وہ اب اگلی سانس نہیں لے پائے گی، چادر اس کے چہرے سے سرک گئی کیونکہ سامنے رکھی میت کسی اور کی نہیں، بلکہ سکینہ بیگم کی تھی۔

www.novelsclubb.com

صدیقی ہاؤس پر شام اتر چکی تھی، سورج غروب ہونے میں صرف ایک گھنٹہ باقی تھا۔ جلال صدیقی اس وقت گھر کے لان میں موجود تھے، سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنے وہ ٹیبل کے سامنے پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھے اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ایک ملازمہ ہاتھوں میں ٹرے


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھامے ٹیبل کی جانب بڑھی،ان کے قریب پہنچتے اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی، جس میں چائے کے دو بھاپ اڑاتے کپ موجود تھے۔ ملازمہ ٹرے رکھتے واپس چلی گئی، کچھ دیر بعد صائمہ تائی قدم اٹھاتی ان کی قریب آئیں، جلال تایا ایک نظر صائمہ تائی پر ڈالتے واپس اخبار کا مطالعہ کرنے لگے۔ صائمہ تائی ان کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"جلال چائے لے لیں، ٹھنڈی ہو جائے گی" وہ چائے کا ایک کپ پرِچ میں رکھتیں جلال تایا کی طرف بڑھانے لگیں۔

"رکھو، میں لے لیتا ہوں" جلال تایا نے مصروف انداز میں اخبار کا صفحہ پلٹا۔

"اشعر کہاں گیا ہے؟ آپ کو بتایا اس نے؟" صائمہ تائی نے چائے کا کپ اٹھاتے سوال کیا،

"ہاں" ایک لفظی جواب۔

www.novelsclubb.com

"کہاں گیا ہے؟" دوبارہ سوال کیا۔

"حیات کی طرف گیا ہے" جلال تایا کی بات سنتے صائمہ تائی کے چہرے پر ناگواری چھا گئی۔

"وہ کیوں گیا ہے وہاں؟" صائمہ تائی کی بات پر جلال تایا نے اخبار سے نظریں ہٹاتے ان کی جانب دیکھا،

"کیسا احمقانہ سوال ہے، اسکا سسرال ہے وہ، وہ وہاں جا سکتا ہے۔" جلال تایا کی بات پر صائمہ تائی کو چائے ایک دم کڑوی محسوس ہونے لگی۔

"مگر پھر بھی، وہ وہاں کیوں گیا ہے؟" صائمہ تائی نے دوبارہ سوال کیا۔

"دعوت نامہ دینے گیا ہے، عید کی دعوت کے لیے" اخبار کو ایک جانب رکھتے وہ چائے کا کپ اٹھانے لگے،

"مگر۔۔۔"


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اب کوئی فضول سوال مت کرنا صائمہ، وہ ہم سے اجازت لیے بغیر بھی وہاں جا سکتا ہے، اس کی بیوی۔۔۔" جلال تایا ان کی بات کاٹتے بولے مگر صائمہ تائی نے بھی ان کی بات درمیان میں کاٹ ڈالی،

"اُن کو دعوت پر بلانا ضروری ہے کیا؟" صائمہ تائی کی بات پر جلال تایا کی آنکھوں میں غصہ نظر آنے لگا،

"تمہارا دماغ کہیں خراب تو نہیں ہو گیا، ایک وجہ بتا دو اُن کو نہ بلانے کی"

"مجھے وہ لوگ ایک آنکھ نہیں بھاتے جلال اور آپ نے۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گئیں۔

"میں نے صرف آپ کے کہنے پر وہ کڑوا گھونٹ پیا تھا، ورنہ وہ لڑکی۔۔۔" اُن کے ذہن کے پردے پر آبرو کی تصویر نمودار ہوئی،

"میرا بس چلے تو میں اسے۔۔"

www.novelsclubb.com

"اپنی زبان کو قابو میں رکھو صائمہ، اگر اشعر نے تمہاری زبان سے یہ باتیں سن لیں تو یقیناً تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا" جلال تایا نے صائمہ تائی کو وارن کیا،

"مگر جلال۔۔۔۔"

"مجھے کچھ نہیں سننا صائمہ" وہ دو ٹوک لہجے میں بولے، صائمہ تائی خاموش ہو گئیں جبکہ جلال تایا چائے پینے لگے۔ صائمہ تائی نے جلال تایا پر ایک نظر ڈالی اور پھر سامنے نظر آنے والی گھاس کو دیکھنے لگیں، کپ واپس رکھتے، ان کا دماغ سازشوں کے نئے جال بُن رہا تھا۔

اس نے آگے قدم بڑھانا چاہے مگر اس کے پاؤں زمین پر جم چکے تھے۔ وہ ایک قدم بھی آگے بڑھانے سے قاصر تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بھل بھل کر نکل رہے تھے۔ وہ سکینہ بیگم کو آواز دینا چاہتی تھی مگر اس کی آواز بھی اس کا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔ اس کا بیگ زمین پر گرنے کی آواز سنتے کچھ لوگ اس کی جانب متوجہ ہوئے، زیادہ تر لوگ تو اس کو پہچانتے نہ تھے مگر کچھ لوگوں کے لیے وہ شناسا

تھی، ان میں اُس کی پھپھو بھی شامل تھیں، سبرینہ پر نظر پڑتے وہ اٹھتی اس کے قریب آئیں، اُن کی آنکھوں میں اشتعال تھا۔اُن کو اپنے قریب بڑھتا دیکھ کر سبرینہ نے ایک قدم اٹھانے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب ٹھہری مگر اس سے پہلے کہ وہ مزید آگے بڑھتی اس کی پھوپھو اس کا راستہ روک چکی تھیں۔

"کیا کرنے آئی ہو، تم یہاں؟" وہ تنفر سے کہہ رہی تھیں، سبرینہ نے اپنا آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر ان کی جانب دیکھا،

"پہلے میرے بھائی کو کھا گئی اور اب اپنی ماں کو، اب بھی کیا کچھ بچا ہے؟ جو تم دوبارہ یہاں آگئی ہو" ان کی زبان انگارے برسا رہی تھی۔ سبرینہ نے کچھ کہنے کے لیے اپنے لب کھولے،

"مجھے امی۔۔۔"


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بہتر ہو گا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ" وہ اس کی بات کاٹتے درشتگی سے بولیں، اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی اسے سامنے سے اپنی خالہ آتی دکھائی دیں۔ اسے امید تھی کہ وہ یقیناً اسے سکینہ بیگم کے قریب جانے کی اجازت دے دیں گی۔

"نکل جاؤ یہاں سے سبرینہ!" ان کی زبان سے نکلنے والے الفاظ سنتے اس کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں۔

"میری بہن کی زندگی کا تماشہ تو تم بنا ہی چکی ہو، میں نہیں چاہتی کہ اس کے آخری وقت میں بھی اس کو اذیت پہنچے، اسی لیے بہتر ہو گا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ" سبرینہ کو لگا کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔ ان کی بات بلکل درست تھی، وہی ذمہ دار تھی اپنی ماں کی موت کی، ان کی زندگی کی تلخیوں کی!

اس نے اپنی زبان کو حرکت دیتے کچھ بولنے کی کوشش کی مگر اس کی زبان سے صرف چند ہی لفظ ادا ہو پائے،

"مگر آپ ایک۔۔۔۔"اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے اس کی خالہ اس کے مزید قریب آئیں،

"سبرینہ ،اِس سے پہلے کہ یہاں لوگوں کو خبر ہو کہ تم کون ہو اور تمہیں دھکے مار کر یہاں سے نکالا جائے، بہتر ہو گا کہ تم خود ہی عزت سے یہاں سے چلی جاؤ"اب بولنے کو کچھ باقی نہ رہا تھا۔یہ اس کے گناہوں کی سزا تھی کہ وہ اپنے ماں باپ دونوں کی آخری دیدار سے محروم رہ گئی تھی کیونکہ وہ ان کی موت کی وجہ تھی!

وہ شکستہ قدموں سے پلٹی،اس کے کانوں سے اس کی خالہ کی آواز ٹکرائی،

"تمہاری ماں نے اپنے آخری دن بہت اذیت میں کاٹے ہیں سبرینہ، تم زندگی بھر یہ یاد رکھنا کہ اس کی وجہ صرف تمہاری ذات تھی"وہ رکیں۔

"اپنی بہن کی حالت دیکھ کر میرے دل میں ہر بار یہ خیال آتا تھا کہ کاش تم جیسی اولاد ہونے سے بہتر تھا کہ میری بہن بے اولاد رہتی!"سبرینہ کو اپنی ٹانگوں پہ کھڑا رہنا مشکل لگنے لگا۔وہ لرز رہی تھی،کانپ رہی تھی،اس کے گناہوں کی سزا اتنی

www.novelsclubb.com

بڑی ہونے والی تھی اسنے کبھی نہ سوچا تھا۔اس نے پلٹ کر ایک بار پھر سکینہ بیگم کی میت پر نظر ڈالی،وہ کتنی بدنصیب تھی کہ ماں کا جنازہ سامنے ہوتے وہ اس میں شرکت نہیں کر پا رہی تھی،اس نے ایک نظر اپنی خالہ کی جانب دیکھا جن کی نظروں کی دھتکار محسوس کرتے وہ اپنا وجود گھسیٹتی باہر نکل گئی۔

---

آفاق کی عمر 15 برس تھی،جب ارمغان قریشی(رابعہ بیگم کے شوہر)کا انتقال ہوا تھا۔چھوٹی عمر میں باپ کے سائے سے محرومی نے اسے وقت سے پہلے بڑا کر ڈالا تھا۔رابعہ بیگم نے کتنی مشقتیں جھیل کر ان دونوں بہن،بھائی کو پالا تھا،وہ بخوبی جانتا تھا۔ایف-ایس-سی کرنے کے بعد اس نے ارمغان قریشی کے نقشِ قدم پر چلتے پاک فضائیہ جوائن کی تھی،اب وہ ایک کامیاب پائلٹ تھا۔زندگی کی تلخیاں کم ہونے لگی تھیں،اس نے اپنے بچپن اور جوانی میں بہت مشکلات جھیلی تھیں،لوگوں کے طعنے،باتیں سنی تھیں مگر ہر مشکل پر صبر کیا تھا،اور آج اسے

www.novelsclubb.com

قدرت نے اسے، اسکے صبر کا پھل دیا تھا۔ دو ہفتے پہلے ہی اُس کا ٹرانسفر لاہور میں ہوا تھا۔ لاہور میں گھر خریدنے کے بعد سیٹ کرواتے، اسے ایک ہفتہ لگ گیا تھا۔ مہمل اور رابعہ بیگم کو یہاں آئے ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا۔ مہمل اور رابعہ بیگم ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھیں آفاق کی منتظر تھیں، کچھ دیر بعد آفاق انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ سیاہ رنگ کے ٹراؤزر کے ساتھ سرمئی شرٹ پہنے، وہ اُن کی جانب بڑھ رہا تھا۔ گیلے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔ رابعہ بیگم نے نظروں ہی نظروں میں اپنے بیٹے کی بلائیں لے ڈالی ں۔

"معذرت، میں تھوڑا لیٹ ہو گیا" وہ اپنی کرسی کھینچتا بیٹھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں بھائی، آپ کے لیے تو میں اور امی جتنا آپ چاہیں، اتنا انتظار کر سکتے ہیں" مہمل نے مسکراتے ہوئے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلتے آفاق کی جانب بڑھایا۔ اس کے بات پر رابعہ بیگم اور آفاق دونوں مسکرائے،

"یہ لیں بھائی، آپ کا فیورٹ پلاؤ" وہ پلاؤ کی ٹرے آفاق کے سامنے کرتی بولی،

"پہلے امی کو تو لینے دو" وہ پانی کا گلاس اٹھاتے پانی پینے لگا۔

"ہمیں چھوڑو، تم کھانا شروع کرو، پتہ نہیں کب سے بھوکے ہو گے" رابعہ بیگم چہرے پر فکر سموئے بولیں،

"امی وہاں بھی کھانا ملتا ہے"

"مگر گھر کے کھانے جیسی بات تو نہیں ہوتی نہ، دیکھو تو سہی کتنے کمزور ہو گئے ہو" آفاق کے منہ سے پانی باہر آتے آتے بچا، وہ اور کمزور! جبکہ مہمل کی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

"امی یہ بات کسی اور کے سامنے مت کیجیے گا" وہ گلاس کو واپس رکھنے لگا۔

"کون سی بات؟"

"یہی کہ میں کمزور ہو گیا ہوں" وہ ٹرے سے چاول پلیٹ میں ڈالنے لگا۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو کیا نہیں ہوئے کمزور! دیکھو تو سہی کتنا سا منہ نکل آیا ہے، میں تو کہتی ہوں۔۔۔" مہمل مسلسل ہنس رہی تھی جبکہ آفاق اب خاموشی سے سر ہلاتا، رابعہ بیگم کی باتیں سن رہا تھا۔

"اوہ ہو، باتوں ہی باتوں میں کھانا ٹھنڈا ہو گیا، جاؤ مہمل دوبارہ گرم کر لاؤ" تندرستی پر ایک لیکچر آفاق کو دیتے، وہ مہمل کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"نہیں امی رہنے دیں" آفاق نے منع کرتے، ہاتھ کے اشارے سے مہمل کو روکا جو کچن کی طرف جانے والی تھی۔

"زبردست!" پلاؤ کا پہلا چمچ، منہ میں ڈالتے آنکھیں بند کیے، اُسکا ذائقہ محسوس کرتے آفاق بولا، اُس کی بات پر مہمل مسکرائی،

"بھائی آپ مجھے شاپنگ پر لے کر جائیں گے نہ، مجھے ابھی عید کی ساری شاپنگ کرنی ہے" مہمل آفاق کو مخاطب کرتی بولی،

"مہمل کیا ہو گیا ہے؟ بھائی کو ابھی گھر آئے وقت ہی کتنا ہوا ہے، جو۔۔۔"

"مگر امی عید بھی تو سر پر ہے" مہمل انکی بات کاٹتی بولی،

"کل کا پورا دن باقی ہے، آرام سے کر لینا شاپنگ، آج آفاق کہیں نہیں جائے گا، صرف آرام کرے گا" رابعہ بیگم فیصلہ کن لہجے میں بولیں، جبکہ اس ساری گفتگو میں آفاق اُن دونوں کی باتیں سنتا پلاؤ سے انصاف کر رہا تھا۔

"عید سے یاد آیا، عید کے پہلے دن جلال بھائی کے گھر دعوت ہے" اُن کی بات پر آفاق نے انکی جانب دیکھا،

"اور اِس بار ہم سب جائیں گے، میں کوئی انکار نہیں سنوں گی" وہ آفاق کو بولنے کے لیے لب کھولتا دیکھ کر بولیں،

"مگر امی۔۔۔۔"

"آفاق اس بار تو کوئی بہانہ بھی نہیں ہے، میں انہیں کیا جواب دوں گی جب وہ تمہارا پوچھیں گے" رابعہ بیگم کی بات درست تھی۔

"اچھا امی، ہم اس معاملے کو دیکھتے ہیں" آفاق نے بات ختم کی،

"آپ کو پتہ ہے بھائی، وہاں حیات ماموں کی فیملی بھی آئے گی، آبرو، اِصباح، رُتبہ" مہمل کے چہرے کے تاثرات خوشگوار تھے۔

"اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ اس بار ہم سب جائیں گے، صالحہ ہر بار مجھ سے تمہارا پوچھتی ہے، اس بار ساتھ چلو گے تو ایک ہی جگہ پر سب سے ملاقات ہو جائے گی" رابعہ بیگم نے آفاق کی جانب دیکھتے ہوئے کہا، جو خاموشی سے کھانا کھانے میں مصروف تھا۔

"تم سن رہے ہو نہ آفاق، میں کیا کہہ رہی ہوں" اسے خاموش دیکھ کر رابعہ بیگم بولیں،


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جی امی" آفاق کی بھاری مگر مدہم آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی۔

---

شام کے اس پہر سڑک پر ٹریفک جام تھی۔ ماحول میں بائیکس اور گاڑیوں کے ہارن کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ روڈ سے کچھ دور ایک عورت فٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔ اس کی چال سے لڑکھڑاہٹ واضح تھی، چادر اس کے سر سے ڈھلکتی اس کے کندھوں تک آ چکی تھی۔ ویران آنکھیں، خشک ہونٹ، بکھرے بال، اس کے چہرے کے تاثرات سے عیاں تھا کہ وہ اس وقت اپنے ہوش و حواس میں موجود نہ تھی۔ وہ سبرینہ تھی، جس نے اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے برباد کی تھی اور اب قسمت اُسے اس کے کیے گئے گناہوں کی سزا دے رہی تھی۔ نجانے وہ کتنی دیر سے یوں سڑکوں پر ماری ماری پھر رہی تھی۔ اس کے دماغ میں اس وقت محض چند سوچیں تھی، سوچنے کو کچھ بچا ہی نہ تھا، سب کچھ تو وہ کھو چکی تھی۔ اس نے اپنے والدین کو دھوکا دیا تھا، اُن کے اعتبار کو ٹھیس پہنچاتے کسی غیر پر اعتبار کیا تھا، اور

www.novelsclubb.com

بدلے میں اسے بھی دھوکا ملا تھا مگر اس وقت اسے نہ تو یہ یاد تھا کہ اس کے ساتھ اب ایک ننھی جان موجود ہے، نہ یہ یاد تھا کہ جس شخص سے اس نے محبت کی تھی، وہ اسے بیچ راہ میں تنہا چھوڑ کر جا چکا تھا۔اِس وقت اسے یاد تھا تو صرف یہ کہ وہ اپنے والدین کی موت کی ذمہ دار تھی!

ان کے ہر رنج، تکلیف کی وجہ اس کی ذات تھی!

وہ بہت بد نصیب تھی، بہت بد نصیب!

وہ اپنے باپ کے آخری دیدار سے محروم رہی تھی اور اپنی ماں کے جنازے میں شرکت کرنے کی اجازت اس سے اس کے اعمال چھین چکے تھے مگر پھر بھی وہ بہت ڈھیٹ تھی۔اتنی ذلت، اتنی رسوائی، اتنے دُکھوں کے باوجود بھی وہ زندہ تھی۔اس کے ذہن میں اپنی خالہ اور پھپھو کے کہے گئے جملے گونجنے لگے،

"اپنے ماں باپ کو تو تم کھا چکی ہو""



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اِس سے بہتر تھا کہ میری بہن بے اولاد رہتی"

وہ واقعی اپنے ماں باپ کو کھا گئی تھی، جب وہ اُن سے جینے کا حق چھین چکی تھی تو پھر اُسے بھی جینے کا کوئی حق نہ تھا۔ اسنے سڑک کی جانب دیکھا اور قدم اس جانب بڑھانے لگی، اس کی چادر اس کے سر سے ڈھلک کر اب اس کے کندھوں کے ساتھ ساتھ زمین پر گرنے لگی تھی۔ اسنے سامنے سے آتی سیاہ رنگ کی گاڑی کو دیکھا اور اپنی آنکھیں بند کرتے آگے بڑھتی چلی گئی اور تیز رفتار گاڑی سے ٹکرا گئی۔ ایک زوردار تصادم ہوا، وہ سڑک پر کچھ دور جا گری اس کی چادر وہیں سڑک پر پڑی تھی۔ اس کی ماتھے سے خون فوارے کی صورت بہنے لگا، اس کے سر سے بہتا خون اس کی چادر کو داغدار کر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں نیم وا تھیں۔ اس نے اپنی بند ہوتی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھا، آس پاس کے لوگ اس کے قریب بڑھنے لگے تھے، اسنے نظریں اٹھاتے آسمان کی جانب دیکھا، اس کی زندگی کی طرح، آسمان پر بھی اندھیرا چھانے لگا تھا۔ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں, بند ہوتی آنکھوں سے جو

آخری منظر اس نے دیکھا، اس سے سبرینہ کے لب شدید تکلیف میں ہونے کے باوجود بھی مسکراہٹ میں ڈھلے، اسے آسمان کی جانب دیکھتے، سکینہ بیگم اور احمد صاحب نظر آ رہے تھے، جو اپنے بازو پھیلائے اسے اپنے قریب بلا رہے تھے۔

سبرینہ نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کرنا چاہا مگر اس کا جسم مفلوج ہو چکا تھا وہ اپنا ہاتھ اٹھانے سے قاصر تھی، اس کی بے بسی کو دیکھتے احمد صاحب اس کے قریب بڑھنے لگے مگر ان کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی ڈوبتے سورج کے ساتھ سبرینہ کی آنکھیں بھی بند ہو چکی تھیں۔

**ایک وفا کو پانے کی کوشش میں**
**زخمی ہوتی ہیں وفائیں کتنی**

**کتنا معصوم سا لگتا ہے لفظِ محبت**

**اور اس لفظ سے ملتی ہیں سزائیں کتنی**

---

www.novelsclubb.com

جاری ہے۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com